١٥٦

محدث

وداعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا

مجلس التحقیق الاسلامی

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰ روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __   www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **محدّث** لاہور

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مدیر معاون
اکرام اللہ ساجد

جلد ۱۲ | ربیع الاول ۱۴۰۳ھ (مطابق جنوری ۱۹۸۳ء) | عدد ۳

فہرست مضامین

فکر و نظر:

۱۔ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ — اکرام اللہ ساجد — ۲

دار الافتاء:

۲۔ خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم — مولانا عزیز زبیدی
(تلخیص و ترتیب و اضافہ: مولانا محمد ادریس کیلانی) — ۱۵

مقالات:

۳۔ آئینۂ توحید — امیر محمد بن اسماعیل صنعانی
(ترجمہ: مولانا سیف الرحمٰن الفلاح) — ۳۳

شعر و ادب:

۴۔ حرفِ آخر — جناب اسرار احمد سہاوری — ۴۷

تبصرۂ کتب: — جناب طالب ہاشمی — ۴۳

ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی — طابع: چودھری رشید احمد — مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

دفتر رابطہ: ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور ۱۴ — زرِ سالانہ: ۲۰/- روپے — فی مجلہ: ۲/ روپے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

دین سے متعلقہ ہر وہ کام جس کا سبب زمانہ رسولؐ میں موجود تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کیا اور نہ امت کو اس کے کرنے کا حکم دیا ——— اور جس کی علامت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جسے درخورِ اعتنا نہ جانا اور تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں بھی اس کا کچھ اتہ پتہ نہیں ملتا، بدعت کہلاتا ہے ——— کیونکہ یہ تین زمانے خیر القرون میں شمار ہوتے ہیں۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ!" (بخاری ومسلم)

کہ "تمام ادوار سے بہتر میرا یہ دور (رسالت) ہے، پھر وہ لوگ جو اس کے قریب تر ہوں اور پھر وہ لوگ جو اُن کے قریب تر ہوں!"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعت کی تعریف و وعیدیوں بیان فرمائی ہے:

"اِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ!" (مسلم، نسائی وغیرہ)

کہ "بدترین کام وہ ہیں جو دین میں نئے داخل کیے جائیں ——— ایسا ہر کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعت جہنم میں جھونکی جائے گی!"

نیز اس کے ردّ میں فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ!" (بخاری ومسلم)

کہ "جس نے ہمارے (دینی) امور میں کوئی نیا شوشہ چھوڑا، جس کو (ظاہر ہے) دین سے کوئی تعلق نہیں، ایسا کام مردود ہے!"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۔۔۔۔ اور یوں جو شخص بھی بدعت کا بانی یا اس پر عمل پیرا ہو گویا عملی طور پر یہ دعوے کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی بات امت سے چھپائی یا آپؐ نے دین سارے کا سارا امت تک نہیں پہنچایا ۔۔۔۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مشہور خطبہ حجۃ الوداع میں کم و بیش ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

"وَأَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟"

کہ "تم سے (روزِ قیامت) میرے بارے میں (تبلیغ دین سے متعلق) سوال ہو گا تو تم کیا جواب دو گے؟"

تو تمام صحابہ کرامؓ نے بیک زبان فرمایا تھا:

"نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَأَدَّيْتَ وَ نَصَحْتَ!"

کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ، ہم گواہی دیں گے، آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات (ہم تک) پہنچا دیے، حق ادا کر دیا اور امت کی پوری پوری خیرخواہی فرما دی!"

اس پر آپؐ نے اپنی انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور پھر اسے لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ۔۔۔۔ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ!"

کہ "اے اللہ، اس بات پر گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا!"

پھر اسی حجۃ الوداع کے موقع پر اس آیہ مبارکہ کا نزول آپؐ کی اس ادائے نصیحت اور ابلاغ دین پر مہر تصدیق ہے کہ:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا!"

"(لوگو) آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا (کہ اس میں کمی بیشی کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں) اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا اور تمہارے لیے میں نے دینِ اسلام کو پسند فرما لیا ہے!"

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"مَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُقَرِّبُكُمْ إِلَى اللهِ إِلَّا وَقَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُبْعِدُكُمْ مِنَ اللهِ وَيُقَرِّبُكُمْ إِلَى النَّارِ إِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ"

کہ "میں نے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ کے قریب کر سکتی ہو، مگر میں تمہیں اس کا حکم دے چکا ہوں ——— اور میں نے کوئی ایسی بات بھی ترک نہیں کی جو تمہیں اللہ سے دُور کر دے اور جہنم سے قریب کر دے، مگر میں نے تمہیں اس سے منع بھی کر دیا ہے!"

پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیئیس سالہ دورِ نبوت کے شب و روز کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ آپؐ نے تبلیغِ دین کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا اور اس سلسلہ میں کوئی دقیقہ آپؐ نے اٹھا نہیں رکھا ——— حدیثِ رسول اللہ کے آئینہ میں آج بھی وُہ منظر ہمارے سامنے ہے۔ جب آپؐ کے لختِ جگر حضرت ابراہیمؓ آپؐ کی گود مبارک میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر چکے ہیں، آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور زبانِ مبارک پر یہ الفاظ کہ :

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ!

یعنی "آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غم سے لبریز، تاہم اپنی زبان (مبارک) سے ہم ایسی کوئی بات نہیں نکالیں گے جو ہمارے رب کی ناراضگی کا باعث بنے!"

غور فرمائیے، جس معلّمِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیارے بیٹے کی جُدائی پر اس حزن و اضطراب کے عالم میں بھی تبلیغِ دین کا یہ نقطہ نظر انداز نہیں فرمایا کہ ایسے موقعوں پر کوئی انسان اگرچہ غمزدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور آنکھوں پر بھی کس کا بس چلتا ہے، تاہم واویلا، چیخ پکار اور ایسے الفاظ منہ سے نکالنا جو بے صبری کے غماز ہوں، کسی طرح بھی روا اور مناسب نہیں! ——— ایسے ہادیٔ کامل ؐ کے متعلق یہ سوچنا کہ اس نے دین کی بعض باتیں تو ہم تک پہنچا دیں اور بعض کو آپؐ گول کر گئے، جبکہ بدعات کا مرتکب یا کسی ایسے کام کو دین سمجھنے والا، جس کو آپؐ نے نہ خود کیا، نہ دُوسروں کو اس کا حکم فرمایا، گویا اپنے طرزِ عمل سے آپؐ پر یہی الزام لگاتا اور اللہ ربّ العزت کے کلامِ مجید کو بھی، کہ جس نے تکمیلِ دین کی خوشخبری ہمیں سنائی ہے، جھٹلاتا ہے ——— تو پھر ایسا کام مردود کیوں نہ ہوگا؟ ——— بدعت کیوں نہ کہلائے گا؟ ——— بدعت ضلالت سے کیونکر تعبیر نہ ہوگی اور ایسی ضلالت کا ٹھکانا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جہنم نہیں تو اور کیا ہو گا؟

—— اور دین میں کسی نئے کام کو رواج دینے والا گویا یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے علاوہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) تو اس نیکی کے حصول سے محروم رہے مگر وہ اس سے باسعادت ہوا —— حالانکہ ایک مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ کوئی نیکی ایسی نہیں جسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا اور اسی طرح کوئی برائی ایسی نہیں جس سے آپؐ نے اجتناب نہ فرمایا ہو —— پس ظاہر ہے، یہ دعویٰ بھی کہ جس نیکی کی سعادت سے آپؐ تو محروم رہے لیکن یہ اس امتی کے حصہ میں آگئی، اس قدر گستاخی پر مبنی ہے کہ اس کی سزا بھی جہنم ہی ہو سکتی ہے!

—— اور کسی ایسے کام کو، جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل سے مشروعیت حاصل نہیں، دین کا حصہ سمجھنا گویا یہ دعوے کرنے کے مترادف بھی ہے کہ شارع اللہ رب العزت نہیں، بلکہ وہ شخص ہے جس نے دین میں اس نئے کام کو داخل کیا ہے —— بالخصوص اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین پورے کا پورا ہم تک پہنچا دیا، اللہ رب العزت نے اس کی تصدیق فرما دی اور ہر وہ کام جس کو آپؐ نے خود کیا یا دوسروں کو اس کے کرنے کا حکم دیا، شریعت ہے —— "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ!"

—— اور ظاہر ہے، اللہ رب العزت کی بجائے خود شارع ہونے کا دعوے کرنا بھی جہنم رسید کرنے کے لیے کافی ہے!

پھر یہ بات اس گستاخی پر بھی مبنی ہے کہ گویا جو بات اللہ رب العزت کو نہ سوجھی، رسول اللہؐ کی سمجھ میں نہ آئی، صحابہؓ کرام اس کو پانے میں ناکام رہے (العیاذ باللہ) یہ سوجھی تو اُسے، جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ ذوالجلال نے احکام رسول اللہ سے اختلاف رکھنے والوں کیلئے کیا سزا مقرر فرمائی ہے:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ!"

کہ "ان لوگوں کو، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان کے کرتوتوں کی بناء پر ان کو کوئی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فتنہ یا (اللہ رب العزت کی طرف سے) کوئی دردناک عذاب اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔!"

نیز فرمایا:

" وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا !"

کہ "جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخالفت کی ٹھانی، اس کے باوجود کہ ہدایت کی تبلیغ اس کے لیے ہو چکی ــــ اور وہ مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی اور ہی راہ پر نکل کھڑا ہوا، ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جس طرف کا وہ رُخ کر چکا ہے ــــ اور (بات یہیں تک محدود نہ رہے گی بلکہ) ہم اسے جہنم میں (بھی) داخل کریں گے جو کہ بہت ہی بُری جگہ ہے!"

پس کتاب وسنت کی ان نصوصِ صریحہ کے باوجود، اے وہ لوگو کہ عید میلاد النبی کو دین کا ایک حصّہ سمجھ کر اس تقریب کو منانے کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہو، کیا تم نے کبھی یہ سوچا کہ دانستہ یا نادانستہ رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر تم یہ الزام عائد کر رہے ہو کہ دین کی یہ بات آپؐ نے امت سے چھپالی تھی یا دین پورے کا پورا ہم تک نہیں پہنچایا ــــ کیا عشق و محبتِ رسولؐ کا یہی تقاضا اور یہی انداز ہیں؟ ــــ کیا تم کل کو روزِ محشر خدا تعالیٰ کے سامنے بھی یہی بات کہو گے کہ آپؐ نے معاذ اللہ دین کو ہم تک پہنچانے میں بخل سے کام لیا اور ایک بہت بڑی نیکی کے حصول سے ہمیں محروم رکھنے کی کوشش کی لیکن ہم نے بالآخر اسے تلاش کر ہی لیا اور اس سعادت سے سعادت مند ہونے کا حق ادا کر دیا ــــ اور کیا تم اس روز (العیاذ باللہ) اللہ رب العزت کو بھی جھٹلانے کی جرأت کرو گے کہ " اے اللہ، تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت کی وہ بات غلط تھی جو دنیا میں اپنے رسولؐ کے ذریعے تو نے ہم تک پہنچائی تھی، لہٰذا ہمیں نہ تیرے قرآن پر اعتماد تھا نہ تیرے رسولؐ پر، یہی وجہ تھی کہ ہم نے بڑی جرأت سے کام لے کر اس نیکی کو، جسے تو نے اور تیرے رسولؐ نے امتِ مسلمہ کی نظروں سے مخفی رکھا تھا، دنیا والوں کو اس سے روشناس کرایا کہ تیرے رسول کی محبت کا یہی تقاضا اور تجھ پر ایمان لانے کا بھی یہی مقصود تھا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور جس کے سامنے دیگر تمام عبادات بھی ہیچ تھیں، یہی وجہ تھی کہ ان تقریبات کے لیے ہم نے ان لوگوں کو بھرتی کیا جن کو نماز روزہ سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا، لیکن سینما ہال اور تھیٹروں، کلبوں کے تربیت یافتہ نونہالانِ قوم ان تقریبات میں خوب خوب رنگ بھر سکتے تھے —— اور اے ربِ ذوالجلال، ہم نے اس اندازِ عشق و محبت سے انکار کرنے والوں کو بھی معاف نہیں کیا اور ان کو گالیاں تک دے ڈالیں کہ دعوائے تو امتِ محمدیہ میں سے ہونے کا کرتے تھے لیکن ان سے یہ تک نہ ہو سکا کہ اپنے نبیؐ کا یومِ ولادت ہی منا سکیں —— یہی وجہ تھی کہ اے الٰہ العالمین، ہم نے مساجد میں کھڑے ہو کر علی الاعلان رسول اللہ کے ان "انکاریوں" پر کفر کے فتوے لگائے انہیں گستاخِ رسولؐ قرار دیا، رسولؐ اللہ کے دشمن گردانا کہ انہیں رسولؐ اللہ کی ولادت پر کوئی مسرت نہ ہوتی تھی۔ بس انہیں مطلب تھا تو تیرے رسولؐ کی بعثت سے، جس کا احسان اگرچہ تو نے بھی اپنے کلامِ مبارک میں جتلایا ہے (لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ —— الآیۃ) لیکن جس سے ہمیں کوئی سروکار نہ تھا —— چنانچہ ان لوگوں کو امتیاز کے طور پر ہم نے "وہابی" کے خطاب سے نوازا کہ یہ جہاں بھی جاتے تھے اللہ ہم کی صدائیں بلند کیا کرتے تھے —— اور یہ اس لیے، تاکہ لوگ ان سے خبردار رہ کر ان کے قریب تک نہ پھٹکیں —— ہم نے لوگوں پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ یہ لوگ حدیثِ رسول اللہ بیان کریں، خواہ قرآن پڑھیں، ان پر اعتماد نہ کرنا —— لہٰذا تم اس وقت ڈھول پیٹا کرو، ریکارڈنگ سے ان کی سمع خراشی کرو، ان کو جلانے اور کڑھانے کے لیے جلوس نکالا کرو، اگر یہ اس پر اعتراض کریں تو تم ان لغویات میں مزید رنگ بھرو، میلاد النبیؐ کے جلوسوں میں اونٹوں کی قطاریں لگا دو کہ ان جانوروں کو سرزمینِ عرب سے خصوصی نسبت حاصل ہے —— اس پر معترض ہوں تو بیلوں کی قطاریں کھڑی کر دو، پھر بھی باز نہ آئیں تو ان بیلوں کو چھکڑوں کے ساتھ باندھ دو اور لائنیں جما دو، اس پر بھی اعتراض کریں تو ان چھکڑوں پر بندروں کو سوار کر دو اور گراموفون سے وہ طوفانِ بدتمیزی مچاؤ کہ الامان والحفیظ —— اور اگر اب بھی کہیں سے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی آواز سنائی دے تو بیلوں اور اونٹوں کو چاندی کے اوراق سے ڈھک دو، رنگ برنگی جھنڈیاں لگاؤ، چراغاں کرو، دوکانوں کو، مکانوں کو، بازاروں کو، منڈیوں کو سجا ڈالو —— اپنے پیارے رسولؐ کی ولادت کی خوشی میں اسراف و تبذیر کا بازار اس قدر گرم کرو کہ اللہ کے قرآن کی اس آیت "اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ" کا اصل مفہوم ان لوگوں پر واضح

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہو جائے تاکہ دیکھنے والے دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھیں کہ دیکھو، یہ ہیں رسول اللہ کے چہیتے، شمع رسالت کے پروانے، عاشق صادق ـــــ جنھیں رسول اللہ کی ولادت کی خوشی میں اپنے آپ کا بھی ہوش نہیں رہا (کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم!) ـــــ قرآن تک کو پیچھے چھوڑ گئے، رسول اللہ سے آگے نکل گئے، صحابہؓ کو مات کر گئے، ائمہ کو بھول گئے ـــــ اور! ـــــ اور اس طرح اے خالق ارض وسماء، ہم نے تیرے سچے قرآن کی اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر دنیا والوں کے سامنے پیش کر دی:

"لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ!"

کہ "(رسول اللہ کے ان انکاریوں سے) قرآن مت سنو، لغویات کا سہارا ڈھونڈو شاید اسی طرح تم (ان "مخالفین") رسول اللہ پر غالب آجاؤ!"

ـــــ العیاذ باللہ!

مندرجہ بالا پیراگراف لکھ کر ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی کہ واقعات کی سچی تصویر یہی ہے۔ حقائق اتنے ہی تلخ ہیں اور اس کے نتائج بھی وہی ہیں جو ہم نے ذکر کیے ہیں ـــــ لہٰذا ان حرکتوں پر، کہ ہر سال ربیع الاول کے مہینہ میں جن کے تم مرتکب ہوتے ہو، تمہیں کوئی شرمساری نہیں بلکہ فخر ہے تو اس کے نتائج بھگتنے کے لیے بھی تمہیں تیار رہنا چاہیے ـــــ اور اگر یہ صورت حال تمہارے لیے واقعی پریشان کن ہے تو ہمارا مقصود بھی ان حقائق کے ذکر سے تمہاری ہمدردی اور خیر خواہی ہے، کہ توحید کے نشتر سے بدعات کے ان رستے ہوئے ناسوروں کو چھیڑ کر ان پر سنت رسولؐ کا طمانیت بخش مرہم رکھیں اور جب تم صحتیاب ہو کر اپنا سفر حیات نئے سرے سے شروع کرو تو اس راستہ کا انتخاب کر سکو جو جنت کی طرف جاتا ہے اور اس سے اجتناب برتو جو سوئے جہنم چلا جاتا ہے! ـــــ اور اگر تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ولادت رسولؐ کی خوشیاں منانے کی سزا جہنم کیونکر ہو سکتی ہے، کہ یہ تو خالص عشق و محبت کی داستان ہے، ـــــ اگر ہم مسجدوں اور بازاروں کو اس موقع پر سجا لیتے ہیں تو اس میں دین میں اضافہ کی بات کہاں سے در آئی؟ ـــــ تو ہم یہ وضاحت کرنا چاہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق، دین سے الگ کوئی چیز نہیں ہے ـــــ لہٰذا یہ یقیناً دین ہی میں اضافہ ہے اور نیکی کی بجائے بدعت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اپنی نبوی حیثیت کے تیئیس سال اس دنیا میں گزارے لیکن آپ نے اپنی عمرِ عزیز کے اس پورے دور میں اپنی ولادت کا دن یا سالگرہ منانے کا کبھی اہتمام نہیں فرمایا اور قرآنِ مجید میں یہ بات تنبیہ کے انداز میں فرمائی گئی ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ!"

کہ "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نکلنے کی کوشش مت کرو"

مزید فرمایا:

"لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ!"

کہ "پیارے رسولؐ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے کی کوشش نہ کرو ...... مبادا کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے!"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب اس دنیا میں موجود نہیں، مگر آپؐ کی رسالت باقی ہے، تو پھر اس آیت کا مطلب یہی ہو گا کہ آپؐ کے فرامین ــــ آپؐ کے بتائے ہوئے دین میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرنے کی کوشش مت کرو، کہ یہ بات تمہارے اعمالِ صالحہ کی بربادی کا موجب بھی بن سکتی ہے!

ــــــ رسول اللہؐ کے علاوہ اب آپؐ کے اہل بیت کو دیکھیے ــــ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰؓ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ، اسی طرح دیگر تمام امہات المؤمنینؓ اور بنات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی اس طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی ــــ صدیق اکبرؓ کا پورا دورِ خلافت، فاروقِ اعظمؓ کا زمانہ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ کا پورا دورِ خلافت بھی ان تقریبات سے خالی نظر آتا ہے ــــ بلکہ تمام صحابہ کرامؓ اور تابعینِ عظامؒ کے پورے دورِ حیات میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، نہ انہوں نے یومِ میلاد کا اہتمام فرمایا، نہ اس دن مشعلیں روشن کیں، تو کیا یہ لوگ معاذ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوی حیثیت سے ناآشنا، حبِ رسولؐ سے محروم، بالکل ہی بے ذوق، ولادتِ رسول اللہؐ کی خوشیوں کے انکاری، دین سے ناواقف اور اس کے تقاضوں اور دواعی سے بے خبر تھے کہ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آسکی؟ ــــ یا کیا آپ عقیدت و محبت میں ان حضرات سے بھی آگے نکل گئے ہیں؟ ــــ کیا یہ بات بجائے خود بھی ایک بہت بڑی گستاخی نہیں؟ ــــ پھر لطف یہ کہ ائمہ اربعہ میں سے بھی کسی نے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اس طرف توجہ نہیں دی، تو پھر تقلیدِ ائمہ کے وہ فخریہ دعوے کیا ہوئے کہ جن کی بناء پر غیر مقلد ہونا ایک طعن اور گالی بن چکا ہے؟ ——— اور مقلد (نقال) ہونے کا ہمیں کوئی شوق بھی نہیں لیکن خدارا یہ تو سوچو کہ اس صورت میں ائمہ کو "نہ ماننے" کا مرتکب کون ٹھہرتا ہے؟ ——— آخر کسی دعویٰ میں تو سچائی اور دلیل کا کوئی شائبہ ہی موجود ہونا چاہیے ——— اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یقیناً یہ بات قابلِ غور ہے کہ جس راستے پر تم سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہو، وہ کس طرف کو جاتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دن اگر کوئی عمل ثابت بھی ہے تو یہ کہ آپؐ نے اس دن روزہ رکھا ہے ——— جیسا کہ آپؐ ہی کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے "یوم الاثنین" کے روزے کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ!" (مسلم عن ابی قتادۃ)

کہ "اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا!"

لیکن آپؐ ہی نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع بھی فرمایا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

"إِنَّ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمَ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ!" (متفق علیہ)

کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدین کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا کہ ان میں سے ایک دن تو ایسا ہے جس میں تمہارے (رمضان) کے روزوں سے افطار ہوتا ہے اور دوسرا ایسا کہ جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو!"

ان ہر دو فرامینِ رسولؐ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عید کے دن روزہ نہیں اور روزہ کے دن عید نہیں، تو پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا ہے تو یہ "عید میلاد النبیؐ"، کہاں سے آ گئی؟

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عجمی عیدوں کے مقابلے میں فرمایا تھا:

"قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ" (رواہ ابوداؤد والنسائی وصححہ الحافظ)

کہ "(عجمی عیدوں کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو نعم البدل عطا فرمایا ہے،

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وہ عید قربان اور عید الفطر ہے"

حضورؐ کے اس ارشادِ گرامی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں ـــــ پھر یہ تیسری کہاں سے آگئی؟ ـــــ اگر یہ اسلامی عید ہے تو پھر اس کا ثبوت یا اس اشکال کا کوئی حل، کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر اس تیسری عید میلاد سے بے خبر رہے تو آپ کو اس کی خبر کیونکر ہو گئی؟ یا اب تشریع کا اختیار خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں دے دیا ہے، یا اب آپ بھی نبوت کے منصب پر سرفراز کر ڈالے گئے؟ ـــــ اس صورت میں بتائیے کہ لفظ "خاتم النبیین" کے کوئی معنے اور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کوئی امتیاز باقی رہ جاتا ہے؟

روزہ رکھنے والی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی روز جس دن آپؐ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپؐ پر قرآن مجید کا نزول بھی ہوا، تو پھر کیا اسی دن اسی قرآنِ کریم کی صریح خلاف ورزی مثلاً کھیل تماشہ، راگ رنگ، اسراف و تبذیر، لغویات (اور اب تو بات فواحش تک پہنچ چکی ہے) یہ حرکتیں کیا غضبِ خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف نہیں؟ ـــــ آہ! ـــــ "کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ جب تم (اس) کھیل تماشہ میں مصروف ہو تو اللہ کا عذاب اچانک تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے۔" اور یہ اسی قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ ہے جو اسی دن نازل ہوا تھا اور جس کی مخالفت کرکے تم اس کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہو:

"اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ"

خدا کے بندو، اس "عید میلاد النبی" کی تقریبات اب جن حدود کو چھو رہی ہیں، یہ محض ایک فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں رہا ـــــ تم خود سوچو کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی تھی اور اس کی انتہاء کیا ہے؟ ـــــ ان تقریبات نے کتنے رخ بدلے؟ کیسے کیسے انداز اختیار کیے؟ کیا اللہ کا دین متبدل ہے؟ ـــــ کیا یہ آئے دن بدلتا ہی رہے گا؟ ـــــ کل یہ یوم، یوم وفات تھا، آج میلاد النبی ہے ـــ پرسوں یہ علم و فضل کی محفلیں تھیں تو کل یہ جلوسوں سے عبارت رہا ـــ آج اگر چراغاں تک بھی نوبت پہنچی ہے، میلے اور جشن کا سماں طاری ہے اور مرد و عورت کے باہم آزادانہ اختلاط تک بات جا پہنچی ہے تو آنے والے کل سے تم کیسے یہ توقع رکھ سکتے ہو کہ یہ تقریبات کسی اور برائی کو دعوت نہیں دیں گی؟ ـــــ بدعت کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ یہ آئے دن نت نئے روپ بدلتی رہتی ہے، ذرا اس کسوٹی پر بھی اسے پرکھ دیکھو کیا ان تقریبات میں نت نئی تبدیلی ہمارے اس دعوے پر مہرِ تصدیق ثبت نہیں کرتی، کہ یہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بدعت ہے اور رسول اللہ نے فرمایا: "ہر بدعت گمراہی ہے! اور ہر گمراہی جہنم کی نذر ہوگی:
كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ!"

اور اس مسئلہ پر ایک اور انداز سے غور کرنا بھی ضروری ہے ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ مورخین نے ان اختلافات کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ صحیح تاریخ پیدائش ۹، ربیع الاول ہے (رحمۃ للعالمین از قاضی سلمان منصور پوری، تاریخ اسلام از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی) ——— تو پھر یہ سوال کیوں نہیں اٹھایا جا سکتا کہ ۹، کی بجائے ۱۲، ربیع الاول کو خوشیاں منانے کی کیا تک ہے؟ ——— اور اگر یہ تسلیم کر ہی لیا جائے کہ ولادت ۱۲، تاریخ کو ہوئی تھی، تو آپؐ کی وفات کا دن بھی تو یہی ۱۲، ربیع الاول ہے ——— اس پر یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ خوشیاں رسول اللہؐ کے دنیا پر تشریف لانے کی ہیں یا رسول اللہ کے دنیا سے اٹھ جانے کی؟ ——— انا للہ وانا الیہ راجعون!

اب تاریخوں کو چھوڑیئے کہ تاریخوں میں اختلاف ہے، لیکن یوم ولادت اور یوم وفات میں قطعاً اختلاف نہیں ——— یہ بہر حال "یوم الاثنین" (سوموار کا دن) ہے ——— لیکن آپ کی یہ عید میلاد النبی کبھی منگل کو آتی ہے تو کبھی بدھ کو! ——— آخر اس اونٹ کی کوئی کل سیدھی بھی ہے یا نہیں؟ ——— اے علمائے امت، کہ جن کے پیٹ کا یہ مسئلہ ہے، تم دلائل سے اسقدر تہی دامن اور عاجز ہونے کے باوجود بھی اس عید کو منانے اور منوانے پر مصر کیوں ہو کہ جس کی بناء پر خدا تعالیٰ کی نافرمانی، رسول اللہ کی مخالفت، کتاب و سنت سے انکار، تعامل صحابہؓ سے انحراف کی نوبت آتی اور مسلمان اغیار کے مذاق کا نشانہ بھی بنتا ہے کہ کوئی عیسائی یا یہودی ان کرتوتوں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ کیا ان کے نبیؐ کی تعلیمات یہی تھیں؟ ——— کیا ان مسلمانوں کے ہاں اتباعِ رسولؐ کا معیار یہی ہے کہ جن حرکتوں سے ان کے رسولؐ نے انہیں سختی سے منع فرمایا ہے، یہ اسی رسولؐ سے محبت و عقیدت کی آڑ میں اس کے ارشادات سے کھیل جاتے ہیں! ———
اور وہ تم سے یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ جس نبیؐ نے بھیک مانگنے اور دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کو ناروا اور نامناسب بتلایا تھا، اور جس کا تم فخریہ ذکر کرتے ہو، اسی نبیؐ کا یومِ ولادت تم لوگوں سے بھیک مانگ کر اور چندے جمع کر کر کے مناتے ہو، اگر تمہیں اظہارِ محبت کا اسی قدر شوق ہے تو اس شوق کی متحمل تمہاری اپنی ذاتی کمائی کیوں نہیں ہوتی؟ ———

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کیا تمہاری ذاتی کمائی اس قابل نہیں یا تم رسول اللہ کو چندوں کے مال پر ٹرخانا چاہتے ہو؟ —
اور پھر یہ چندہ بھی صرف عوام پر کیوں ہے، "علماء کرام" اس سے مستثنیٰ کیوں ہیں؟ ———
اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ خدارا پوری قوم کو بانگ مت بناؤ، کہ یہ بات مسلمانوں کے وقار کے بھی منافی ہے۔
مسلمانو، یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی: اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں سے نجات بخشی اور فرعونیوں کو غرق کیا تھا، اس پر موسیٰ نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا اور ہم بھی اس خوشی میں روزہ رکھتے ہیں —— سنو، مسلمانو، تم یقیناً اس بات کے دعویدار ہو کہ تم خیر الامم ہو، یہودیوں کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے، پھر اگر یہود اپنے نبی کی سنت میں اس دن روزہ کا اہتمام کرتے تھے، تو تمہیں بھی رسول اللہ کا اس قدر پاس تو ہونا چاہیے کہ سوموار کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو کم از کم ان بدعات سے مجتنب ہی رہو، یا تم روزِ قیامت حوضِ کوثر پر ساقیٔ کوثر کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سُن کر ضرور ہی تشنہ کام لوٹنا چاہتے ہو:

"سُحقاً سُحقاً لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ!"

"دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ میری نظروں سے اے وہ لوگو، کہ جنہوں نے میرے بعد میرے دین کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا!"

آخر میں ہم صدرِ مملکت کو بھی ایک بات یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں —— گزشتہ یومِ آزادی پر انہوں نے کہا تھا کہ:

"پاکستان کا مطلب کیا؟ —— لا الٰہ الا اللہ!" —— یہ نعرہ ادھورا ہے، —— لہٰذا اس کی تکمیل یُوں ہونی چاہیے کہ:

"پاکستان کا مطلب کیا؟ —— لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ!"

یہ بات اگرچہ ایوانِ حکومت سے شائد پہلی دفعہ گونجی ہے اور شاید یہ خیال سب سے پہلے آیا بھی انہی کو ہے —— اور ہم اس خوش فہمی میں بھی مبتلا نہیں رہنا چاہتے کہ جب "لا الٰہ الا اللہ" کے تقاضے وہ اپنے دورِ اقتدار میں پُورے نہیں کر سکے کہ بہشتی موریوں اور غسلِ قبور ایسی شرکیہ رسوم کو اُن کے دور میں کچھ زیادہ ہی عروج حاصل ہُوا ہے، تو وہ "محمد رسول اللہ" کے تقاضے کیونکر پُورے کریں گے؟ —— تاہم ان سے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ جب آپ نے یہ بات

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

منہ سے کہہ ہی ڈالی ہے تو اس کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کو تامل کیوں ہے؟ ــــ یا لمحم از لحم رسول اللہ کی ان نافرمانیوں کو حکومت کی سرپرستی کیوں حاصل ہے؟ ــــــــ ورنہ کرنے کا کام تو یہ ہے کہ جہاں "لا الٰہ الا اللہ" کے تحت اس ملک پاکستان کو شرک کی نجاستوں سے آلودہ ہونے سے بچایا جانا چاہیے، وہاں "محمد رسول اللہ" کے تحت اسے بدعیہ رسوم سے نجات دلانا بھی ازبس ضروری ہے ــــ کرنے کا کام تو یہی ہے، اگر ولادت کی خوشیوں میں حکومت بھی شریک ہے تو اسی ربیع الاوّل سے اس مبارک کام کی ابتداء کیوں نہیں کی جاسکتی؟ ــــ اور علماء کرام لوگوں کو ان جہنمی وادیوں سے نجات دلانے کے لیے حکومت سے تعاون کیوں نہیں کر سکتے؟ ــــ پتہ تو چلے کہ جس رسولؐ کی ولادت کی انہیں خوشی ہے، اس کی بعثت کو بھی یہ اپنے لیے انتہائی مبارک تصور کرتے ہیں ــــ تاکہ اس کے خوشگوار نتائج کو دیکھ کر کوئی پکارنے والا پکار اُٹھے:

"سچ فرمایا تھا، اللہ رب العزت نے:

" لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ !" ــــ وما علینا الا البلاغ!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ!

ــــــــــــ (اکرام اللہ ساجد)

ادعیۃ القرآن ــــ قرآن شریف کی ساری دعائیں مع ترجمہ و خواص؛

تقطیع ۲۲×۱۶، صفحات ۱۰۰ مجلد، ہدیہ ۱۵ روپے

مرتب و مترجم: شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ــــ اپنی ترتیب اور انوکھا پن کی بناء پر یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر اہلحدیث لائبریری و تعلیمی ادارہ میں اس کی ایک جلد موجود و محفوظ ہو۔

کُتب خانہ وہابیہ

۴۲۴ بی ـ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دارالافتاء

تلخیص و ترتیب و اضافہ:

مولانا عزیز زبیدی ــــــــــــــــــــ مولانا محمد ادریس کیلانی

گذشتہ سے پیوستہ

خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اب ہم کتاب و سنت کی روشنی میں یہ جائزہ لیں گے کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے اور اس بناء پر آپؐ کا سایہ نہیں تھا یا کتاب و سنت اس عقیدۂ باطلہ کی تردید کرتے ہوئے آپؐ کو خیر البشر کے مقامِ عظمیٰ وارفع پر فائز کرتے ہیں؟ لیکن اس سے قبل ہم یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم درحقیقت اس سلسلہ کی طول طویل بحثوں سے گریز چاہتے ہیں۔ آج دنیا جس مقام پر پہنچ چکی ہے، اسے کتاب و سنت کے اس پیغام کی کہیں زیادہ ضرورت ہے جو انسانیت کو تباہی کے راستوں سے ہٹا کر امن و سلامتی کی راہوں پر گامزن کرنے میں ممد و معاون ہو سکتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان مباحث سے ایک تو ہمیں وہ راہنمائی میسر نہیں آ رہی جو کہ وقت کا شدید ترین تقاضا ہے اور دوسرے یہ مباحث مسلمانوں کو اپنے اصل مقصد سے بھی دور لے جا رہے ہیں ــــ تاہم عقائد کے سلسلہ میں اس چیز سے بالکل بھی صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا بالخصوص جبکہ اسلام کے کچھ نادان دوستوں نے بشر، نور، علمِ غیب اور حاضر ناظر کے مسائل کو اس قدر ہوا دی ہے کہ جو شخص ان مسائل میں ان کا ہم خیال و ہم عقیدہ نہیں اس کو وہ گردن زدنی تصور کرتے اور گستاخانِ رسول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود اس پیغام سے کوسوں دور ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انسانیت کو دیا تھا اور جس کی بناء پر دنیا کفر و شرک کے ہولناک ویرانوں میں سے نکل کر ایک نئی روشنی سے واقف و آشنا ہوئی تھی!

اعتراض:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور ہونے اور آپؐ کا سایہ نہ ہونے پر قرآن مجید کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اس آیت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ:

"قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ" (المائدہ: ۱۵)

"مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ آپؐ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا"

جواب:

"نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ" میں جو واؤ ہے اس میں اختلاف ہے کہ یہ عطفِ مغایرت ہے یا عطفِ تفسیری۔ پہلی صورت میں نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی مراد ہو گی اور دوسری صورت میں اس سے مراد خود قرآنِ کریم ہو گا۔ اور اسی کو بعض مفسرین نے ترجیح دی ہے۔ علاوہ ازیں اگر آیات کے سیاق و سباق اور اس بارے میں نور سے متعلقہ دیگر آیات دیکھی جائیں تو اُن سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں نور سے مراد قرآن مجید ہے۔ مثلاً اسی آیت کے شروع میں "يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا" (یعنی "اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے") کے الفاظ وارد ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی آیت میں اب دوبارہ "قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ" سے مراد کتاب اللہ ہی ہو سکتی ہے نہ کہ آپؐ کی ذاتِ مبارک۔ کیونکہ آپؐ کا ذکرِ مبارک تو شروع آیت میں ہو چکا: "قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا"!

علاوہ ازیں اس سے اگلی آیت کے الفاظ یوں ہیں:

"يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ" (المائدہ ۱۶)

کہ "اللہ تعالیٰ اس سے ہر اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضامندی کی پیروی کرے"!

اس آیت میں "بِهِ" ضمیر مفرد لائی گئی ہے اگر نور اور کتابِ مبین دو الگ الگ چیزیں ہوتیں یعنی "نور" سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے تو آپؐ اور "کتابِ مبین" دونوں کے لیے مفرد کی بجائے ضمیر تثنیہ لائی جاتی۔ یعنی "بِهِ" کی بجائے "بِهِمَا" فرمایا جاتا، لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ "نور" سے مراد یہاں "کتابِ مبین" ہی ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر حضورؐ کا اور قرآنِ کریم کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

"وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (اعراف: ۱۵۷)

"جن لوگوں نے اس نور کی اتباع کی جو آپؐ کے ساتھ نازل کیا گیا، یہی لوگ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فلاح پانے والے ہیں"!

اس آیت کے بھی شروع میں پہلے حضور ؐ کا ذکر بایں الفاظ آگیا ہے :

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ" الآية (ایضاً)

اور پھر آخر آیت میں قرآنِ کریم کا ذکر لفظِ "نور" کے ساتھ کیا گیا ہے جو آپ پر اتارا گیا۔ — بالکل اسی طرح جس طرح زیرِ بحث آیت میں پہلے "قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا" کے الفاظ آتے ہیں اور پھر آخر میں "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" کے الفاظ وارد ہیں — لہٰذا ان قرآئن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں جس "نور" کا ذکر ہے اس سے مراد قرآن کریم ہی ہے! چنانچہ قرآنِ مجید کو "نور" کے لفظ سے اور بھی کئی جگہ تعبیر کیا گیا ہے، مثلاً

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا"! (النساء : ۱۷۴)

کہ "اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آئی اور ہم نے تمہاری طرف "نورِ مبین" یعنی قرآن مجید اتارا"!

اسی طرح سورۃ تغابن پ۲۸ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا"! (آیت ۸)

کہ "اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے رسول پر اور اس "نور" (قرآن مجید) پر جو ہم نے اتارا"!

غور فرمائیے، ان دونوں آیات میں قرآن مجید ہی کو لفظِ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے، بلکہ دوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نور (قرآنِ مجید) کا ذکر الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ "زیرِ بحث آیت میں بھی "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" سے مراد قرآن مجید ہی ہے۔"

یہ بھی یاد رکھیے کہ مذکورہ بالا ایک آیت ہی میں یہ احتمال ہے کہ یہاں "نور" سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی بھی ہو سکتی ہے۔ کسی دوسری آیت میں آپ کو "نور" نہیں کہا گیا۔ لیکن یہاں بھی بقول مفسّرین اس سے قرآن مجید بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ تو آیت میں دو معنی کا احتمال پیدا ہو گیا جبکہ اصول یہ ہے :

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ"

کہ "جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جایا کرتا ہے"!

دیکھیے تفسیر جامع البیان تحت آیت مذکورہ:

"قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ - اَيْ قُرْاٰنٌ اَوْ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ"!

بعض ائمہ نے یہ معنی بھی کیے ہیں:

"بِعِنَايَةِ الْاَزَلِ وَصَلْتُمْ اِلٰى نُوْرِ الْكِتَابِ، وَنُوْرِ التَّوْحِيْدِ"!

"یعنی اس سے نورِ کتاب اور نورِ توحید مراد ہے" (تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تفسیر آیت مذکور ص۲۸۶)

نورِ نبوت و ہدایت:

اگر آیت "قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ" سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی مراد لی جائے، تو بھی اس سے "نورِ نبوت" اور "نورِ ہدایت" مراد ہوگا، نہ کہ وہ نور جس کی بریلوی دوستوں نے رٹ لگا رکھی ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ نبوت اپنی آن بان کے ساتھ وضوح کے درجۂ کمال پر ہے (کہ) مومنین اور عارفین کے قلوب کو اپنی شریعتِ غرا کے ذریعے خوب مجلی اور منور کر دیا ہے۔ اس لیے آپؐ کو "نور" "ہادی" اور "سراجِ منیر" کہا گیا ہے"!

اپنوں کی گواہی:

۱۔ مفتی احمد یار صاحب بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے نور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ:

(الف) حضورؐ خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں۔

(ب) نہ یہ کہ رب کا نور حضورؐ کے نور کا مادہ ہے۔

(ج) نہ یہ کہ حضورؐ خدا کی طرح ازلی، ابدی، ذاتی نور ہیں۔

(د) نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضورؐ میں سرایت کر گیا ہے تاکہ کفر اور شرک لازم آئے۔

آپ ایسے ہی نور ہیں جیسے اسلام اور قرآن نور ہیں"! (رسالہ نور ص۴ مصنفہ مولانا احمد یار خاں صاحب)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۲۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ترجمۂ قرآن مجید "کنز الایمان" اور مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کا حاشیہ "خزائن العرفان" بھی ملاحظہ فرما لیجئے:

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پ ۶ مائدہ ۱۵)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔" (کنز الایمان)

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا، کیونکہ آپ سے تاریکیٔ کفر دور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی!" (خزائن العرفان) ——— (خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے)

۳۔ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا!" کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

"اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے اور چمکا دینے والا نور ہے۔" (کنز الایمان)

اور حاشیہ پڑھیے:

"درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نورِ نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلماتِ شدیدہ کو اپنے نورِ حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لیے معرفتِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی تاریک وادیوں میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے نورِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوت سے ضمائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا۔" (خزائن العرفان)

اس اقتباس کو بغور پڑھیے، کیا اس میں ہمارے مذکورہ بالا عقیدہ کی مکمل تائید نہیں کہ آیۂ زیرِ بحث میں اگر "نور" سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی مراد لی جائے تو بھی اس سے "نورِ نبوت" اور "نورِ ہدایت" مراد ہوگا؟

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ!

ایک موضوع حدیث:

بریلوی علماء، عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لیے حضورؐ کے نور ہونے کے سلسلہ میں اکثر ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ!

لیکن آج تک کسی نے اس کی سند بیان نہیں کی اور نہ بیان کر سکتا ہے۔ لہٰذا حدیث معلق بلاسند، استدلال اور احتجاج کے قابل نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اقسام مردود میں سے ہے (دیکھئے نخبۃ الفکر)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اسی طرح راویانِ مجہول سے مروی حدیث بھی لائق تسلیم نہیں ہوتی۔ اس صورت میں حدیث مذکور کا متصل، مرفوع اور صحیح ہونا جب تک ثابت نہ ہو، قابلِ توجہ نہیں ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی جلد ۳ ص ۶۳۵ میں اس حدیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس کی روایت عام طور سے زبانوں پر جاری ہے۔ مگر اس روایت کا پتہ احادیث کے دفتر میں مجھے نہیں ملا۔ البتہ ایک روایت مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"یَاجَابِرُ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللہُ نُوْرُ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ"؛

زرقانی وغیرہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی سند نہیں لکھی!"

گویا یہ حدیث بھی بغیر سند کے ہے۔ مزید یہ کہ یہ روایت بھی مصنف عبدالرزاق کی ہے جو کہ تیسرے طبقہ کی کتاب ہے۔ اور اس تیسرے طبقہ کی کتابوں کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی یوں رقمطراز ہیں،

" والتزام صحت نمودہ و کتب آنہا در شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ اول و دوم نہ رسیدہ. ہر چند مصنفین آں کتب موصوف بودند بتبحر در علم حدیث و وثوق و عدالت و ضبط و احادیث صحیح و حسن و ضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دراں کتب یافتہ میشود۔ و در رجال آں کتب بعضے موصوف بعدالت اند و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آں احادیث معمول بہ نزد فقہاء نہ شدہ اند بلکہ اجماع بر خلاف آنہا منعقد گشتہ ..... اسماء آں کتب ایں است۔ مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، مسند ابی یعلیٰ، مصنف عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ الخ " (عجالہ نافعہ ص ۷)

کہ " اصل میں ان کی صحت کا التزام انہوں نے نہیں کیا اور جو شہرت اور مقبولیت طبقہ اول اور دوم کو حاصل ہوئی وہ ان (تیسرے طبقہ کی) کتابوں کو نہ ہوئی۔ اگرچہ ان کتابوں کے مصنفین (بذاتِ خود) علوم حدیث، وثوق اور عدالت و ضبط میں متبحر تھے، لیکن احادیث صحیح، حسن، ضعیف بلکہ موضوع تک ان کتابوں میں پائی جاتی ہیں ___ اور ان کے راوی بعض ثقہ ہیں، بعض غیر معروف اور مجہول ہیں، اور (اسی لیے) ان کتابوں کی اکثر احادیث ائمہ فقہاء کے نزدیک معمول بہ نہیں ہیں بلکہ ان کے ترک کرنے پر اجماع منعقد ہوا ہے ...... ان کے نام یہ ہیں مسند شافعی، ابن ماجہ، دارمی، مسند ابو یعلیٰ موصلی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ الخ"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہ ہے وہ مصنف عبدالرزاق جس سے یہ حدیث نقل کی جاتی ہے۔ یعنی اس کتاب میں موضوع احادیث تک موجود ہیں۔ اب اس حدیث کی سند کا حال دیکھے بغیر کوئی کیسے اسے باور کر لے؟

علاوہ ازیں اس حدیث پر ایک اور پہلو سے بھی گفتگو ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اگر بفرضِ محال اس حدیث کو قابلِ توجہ بھی سمجھ لیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ سارا جہان ہی نور ہے اور اس میں کسی کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کا پورا مضمون یہ ہے کہ:

"سب سے اول حضور ﷺ کا نور پیدا ہوا اور پھر حضور ﷺ کے نور سے قلم، لوح، عرشِ الٰہی، حاملینِ عرش، کرسی، باقی فرشتے، آسمان زمین سب کچھ پیدا ہوا۔"

پس اس نور سے اگر کوئی چیز مستثنیٰ ہے تو وہ صرف بدنصیب انسان ہے، جس کی پیدائش کو حق تعالیٰ نے اپنی تخلیق کا شاہکار بتایا ہے ——— جس خاک سے بشر کا پتلا بنا تھا، وہ تو نور ہے مگر وہ بشر جو اس مٹی سے بنا وہ خاکی کا خاکی ہی رہا۔ بہت خوب!

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ" (جامع ترمذی کتاب القدر)

لیکن اس بے سند حدیث میں قلم کو بھی آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا جا رہا ہے۔ فیا للعجب!

مسئلہ کا دوسرا پہلو:

اب تک جو کچھ تحریر کیا گیا ہے، اس کا تعلق مسئلہ کے اس پہلو سے تھا کہ "حضور ﷺ نور تھے اور آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا" لیکن اب ہم مسئلہ کے دوسرے پہلو پر بھی کہ "آپ ﷺ بشر تھے" آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، اقوال ائمہ کرام اور بالخصوص مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ مسئلہ کے دونوں پہلو واضح ہو جائیں اور کسی قسم کا الجھاؤ باقی نہ رہے۔ وباللہ التوفیق!

بشر، آدمی اور انسان سب ہی مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں جبکہ "رجل" ان کی ایک صفت "مذکر" کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے جتنے انبیاء مبعوث فرمائے ہیں، سب مرد (رجل) ہی تھے، جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے:

"وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىْٓ اِلَيْهِمْ" (پ ۱۷ - الانبیاء ۷)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہ "اے نبیؐ، ہم نے آپ سے پہلے آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے ہیں، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے!"

تمام انبیاءؑ کا اعلانِ بشریت:

چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی بشریت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

"قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (پ ۱۳ ابراھیم ۱۱)

کہ "سب رسولوں نے اعلان فرمایا کہ ہم تو تمہاری طرح کے بشر ہی ہیں!"

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق، حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے جو دُعا کی، اس کے الفاظ قابلِ غور ہیں:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ" الآیۃ (پ البقرہ ۱۲۹)

کہ "اے ہمارے رب، ان لوگوں میں، انہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث فرما!"

"مِنْهُمْ" (انہی میں سے) کا لفظ شدید غور و فکر کا متقاضی ہے، یعنی مکہ کے رہنے والوں میں سے، آلِ ابراہیمؑ سے! اب ایک معمولی عقل و ذہن کا مالک بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ مکہ میں خاکی انسان بستے تھے یا فرشتے یا کوئی نوری مخلوق؟ اگر مکہ والے بشر تھے اور رسولؐ اللہ نور تھے تو "منھم" کا مطلب کیا ہوا؟

مستجاب الدعوات کا اعلان:

چنانچہ یہ دُعا، مستجاب بھی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مزید واضح الفاظ میں اعلان فرمایا:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ" الآیۃ (پ ۴ آل عمران ۱۶۴)

کہ "اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ ان میں ایک رسولؐ انہی کی جانوں میں سے مبعوث فرمایا ہے!"

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلان:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ!" پ ۱۶ کہف ۱۱۰ و پ ۲۴ حم السجدۃ ۶)

کہ "اے نبیؐ، آپ (اعلان) فرما دیجیے، میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے"

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا!" (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۹۳)

"(نیز آپ یہ بھی) فرما دیجیے کہ ..... میں تو صرف بشر رسول ہوں!"

بشریت رسولؐ پر تعجب کی وجہ:

انبیاءؑ کی بشریت کے تصور سے کفار کے بدکنے کی وجہ یہ تھی کہ انسان اور بشر ان فطری کمزوریوں سے داغدار ہوتا ہے جو ایک حادث شے کا خاصہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، تعلقات زن و شو وغیرہ ۔۔۔ گویا جن کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہو، ان کو ان چیزوں سے منزہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ کفار کہتے تھے:

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ" (الفرقان ۷)

"کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟"

نیز یہ کہ:

"مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخَاسِرُوْنَ!"

(پ ۱۸ المومنون: ۳۳، ۳۴)

"(وہ ایک دوسرے سے کہا کرتے) یہ رسول تو تمہارے جیسا بشر ہے، وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم تو مارے گئے!"

حق تعالیٰ کا جواب: (ا) بشریت رسول پر تعجب کیوں؟

"اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ!" (یونس ۲)

"لوگوں کو اس بات پر تعجب کیوں ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کی طرف وحی نازل فرمائی؟"

(ب) یہ باتیں تو تمام انبیاء و رسل میں پائی جاتی تھیں:

"وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ !" (الفرقان ۲۰)

کہ "اے نبیؐ، (ان کی باتوں سے دل میں ملال نہ لائیے) ہم نے آپ سے قبل جتنے بھی رسول بھیجے ہیں، وہ سبھی کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے !"

یعنی یہ باتیں مانع رسالت نہیں ہیں!

(ج) لوگوں کو انبیاءؑ و رسل پر ایمان لانے سے انہی غلط فہمیوں نے باز رکھا تھا:

"وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا -!" (پ ۱۵ بنی اسرائیل: ۹۴)

کہ "لوگوں نے، جب اُن کے پاس ہدایت آئی، اسے قبول کرنے سے صرف اس بناء پر انکار کر دیا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر کیوں بھیجا ہے؟"

یعنی کفار کا خیال یہ تھا کہ رسالت کے لیے کوئی نورانی مخلوق ہی موزوں ہو سکتی ہے جو بشری عیوب اور کمزوریوں سے منزہ ہو ـــــ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا !" (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۹۵)

"(اے نبیؐ!) آپ (یہ) فرما (کر ان کی اس غلط فہمی کو دُور کر) دیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے اور مطمئن ہو کر چلتے پھرتے تو ہم یقیناً ان کی طرف (بھی) فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیجتے (لیکن چونکہ زمین پر انسان آباد ہیں، لہٰذا ان کی طرف بشر ہی کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے!)"

امام خازن حنفی اپنی تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَالْمَعْنٰى اَنَّ عَادَةَ اللّٰهِ جَارِيَةٌ مِّنْ اَوَّلِ مَبْدَأِ الْخَلْقِ اَنَّهٗ لَمْ يَبْعَثْ اِلَّا رَسُوْلًا مِّنَ الْبَشَرِ فَهٰذَا عَادَةٌ مُّسْتَمِرَّةٌ وَّسُنَّةٌ جَارِيَةٌ قَدِيْمَةٌ "

کہ "اس کے معنی یہ ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے سنت اللہ یہی رہی ہے کہ بشر کے بغیر کبھی رسول نہیں بھیجا گیا۔ یہ خدا کی دائمی عادت اور دیرینہ سنت جاریہ ہے!"

احادیث میں بشریت کا ذکر: ۱۔ کھجوروں کو پیوند لگانے والی مشہور حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ!" (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف[۲۸])

"میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں!"

۲۔ حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ کے دوران آپ نے فرمایا:

"أَمَّا بَعْدُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي" الحدیث (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص[۵۶۸])

۳۔ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا:

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ" الحدیث (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

"تم میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو اور میں ایک بشر ہوں!"

۴۔ سجدۂ سہو کی مشہور حدیث میں فرمایا:

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ" (بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف[۹۲])

"میں ایک بشر ہوں اور میں نے اپنے رب سے شرط کر لی ہے"

۶۔ ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"إِنَّ مُحَمَّدًا بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ" (مسلم)

"محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک بشر ہیں، جیسے بشر غصے میں ہوتا ہے ویسے آپ بھی ہوتے ہیں!"

۷۔ حضرت عائشہ رضی ہی فرماتی ہیں:

"وَكَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ" (شمائل ترمذی)

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشروں میں سے ایک بشر تھے"

اب بریلوی دوستوں کو چاہیے کہ وہ بشر کے معنی ہی بدل دیں کہ اس کے بغیر ان کے لیے کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔

بزرگوں کے اقوال:

اب آپ اس مسئلہ پر بزرگوں کے اقوال ملاحظہ فرمائیے، اس کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے:

۱۔ امام ابن ہمام حنفی مسامرہ میں لکھتے ہیں:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"اِنَّ النَّبِیَّ اِنْسَانٌ" (مسامرہ ص۱۹۸)

کہ "نبی یقیناً انسان ہے!" (لیجئے، بشر کے معانی تبدیل کرنے کی گنجائش بھی ختم ہوئی)

۲۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

"قَدْ اَرْسَلَ اللّٰهُ رُسُلًا مِّنَ الْبَشَرِ اِلَی الْبَشَرِ!"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ہی انسانوں کی طرف رسول بھیجے!"

۳۔ میر سید علی بن محمد جرجانی لکھتے ہیں:

"اَلرَّسُوْلُ اِنْسَانٌ بَعَثَہُ اللّٰهُ اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ!" (شرح عقائد ص۲۹)

کہ "رسول انسان ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ تبلیغِ احکام کے لیے مخلوق کی طرف مبعوث فرماتا ہے!"

۴۔ اس کے حاشیہ پر لکھا ہے:

"وَتَقْیِیْدُہٗ بِالْاِنْسَانِ لِاَنَّ الرَّسُوْلَ لَا یَکُوْنُ اِلَّا بَشَرًا!"

(حاشیہ شرح عقائد ص۲۹)

"انسان ہونے کی قید اس لیے ہے کہ رسول بشر ہی ہوتا ہے۔"

۵۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

"بہ برہان وعقل وتجربہ معلوم شد کہ ایں بہ پیغمبراں مخصوص نیست چہ پیغمبر ہم آدمی است قل انما انا بشر مثلکم دلیل اوست!" (کیمیائے سعادت امام غزالی)

کہ "عقل وتجربہ اور برہان سے یہ معلوم ہو گیا کہ انبیاءؑ کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ پیغمبر بھی آدمی ہے اور قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اس کی دلیل ہے!"

۶۔ علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں:

"بشریت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از قول سید ولد آدمؑ ثابت ودلیل آں قولہ تعالیٰ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ!" (فتاویٰ جلد دوم)

۷۔ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں ایک عنوان پیغمبر کی بشریت ثابت کرنے کے لیے قائم کیا ہے۔ دلائل قرآنیہ کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

"فَمُحَمَّدٌ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْبَشَرِ اُرْسِلُوْا اِلَی الْبَشَرِ" (القسم الثالث)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باقی سب انبیاء بشر ہیں اور بشر کے لیے ہی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔" (ملاحظہ ہو تکمیل الایمان شیخ عبد الحق صـ ۳۷)

۸۔ صاحب قصیدہ بردہ امام شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ میں لکھتے ہیں:

"فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ۔ وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمْ۔"

کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارے علم کی انتہا یہ ہے کہ آپؐ بشر اور تمام مخلوق سے بہتر ہیں!"

بشریت پر ایمان:

۹۔ امام شیخ ولی الدین ابن العراقی سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت پر ایمان رکھنا ایمان کے لیے شرط ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ضروری ہے:

" فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِ لِتَكْذِيبِهِ الْقُرْاٰنَ وَجَحْدِ مَا تَلَقَّتْهُ قُرُوْنُ الْإِسْلَامِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ"۔ (مواہب لدنیہ مقصد سادس، نوع ثالث صـ ۵۳ ج ۲)

کہ "ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس نے قرآن کی تکذیب کی اور ایک ایسی ٹھوس حقیقت کا انکار کیا جس کو پہلوں سے پچھلوں تک تمام قرون اسلامیہ نے تسلیم کیا۔"

۱۰۔ امام بزازی حنفی لکھتے ہیں:

لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ! (فتاویٰ بزازیہ صـ ۳۲۱ ج ۶)

"...... کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں!"

۱۱۔ کتاب فصول عمادیہ میں ہے:

" وَمَنْ قَالَ لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهُمْ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا يَكْفُرُ"۔

کہ "جس نے کہا، خدا جانے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسان تھے یا جن؟ وہ کافر ہو گیا!"

۱۲۔ علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں،

" وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ قَسَّمَ الْبَشَرَ إِلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ خَوَاصٍّ فَوْقَ الْأَنْبِيَاءِ" (حاشیہ درمختار)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہ" اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے بشر کی تین قسمیں بیان کی ہیں، ان میں سے ایک قسم خاص انبیاءؑ کی ہے"!

۱۳۔ امام زرقانی نے مواہب لدنیہ ص۱۲۴ ج ۳ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں ایک نام "بشر" بھی لکھا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ؒ نے مدارج النبوت باب ہفتم میں بھی اسی طرح لکھا ہے!

مولانا احمد رضا خاں صاحب اور مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی:

آخر میں ہم بریلویوں کے پیر و مرشد اور عالم مولوی احمد رضا خاں بریلوی نیز مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے اقوال پیش کر کے فیصلہ احباب پر چھوڑتے ہیں:

" وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ " (پ۱۳، سورہ نحل ۴۳)

" اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں" (ترجمہ، مولانا احمد رضا خاں صاحب)

اس کے حاشیہ میں مفتی نعیم الدین صاحب لکھتے ہیں:

" شانِ نزول: یہ آیت مشرکینِ مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا، کہ سنتِ الٰہی اسی طرح جاری ہے۔ ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے"!

" اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۝۸ " (پ۱۷، الحج ۵)

" البتہ چُن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسُول اور آدمیوں میں سے ۝۹ " (ترجمہ احمد رضا خاں)

اور حاشیہ میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

" ۸؎ مثل جبرائیلؑ و میکائیلؑ "۔

" ۹؎ مثل حضرت ابراہیمؑ و حضرت عیسیٰؑ اور حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم"!

ان حواشی کے بعد وُہ لکھتے ہیں:

" شانِ نزول: یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ جسے چاہے اپنا رسول بنائے۔ وہ انسانوں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی، جسے چاہے!"

۳۔ "فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا" (پ ۲۸ سورہ تغابن ۶)

"تو بولے، کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے؟ تو کافر ہوئے!" (ترجمہ احمد رضا خاں صاحب)

اور حاشیہ پر مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی اور نافہمی ہے!۔۔ پھر بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا!"

نیز مفتی صاحب اپنی مشہور کتاب "کتاب العقائد" میں لکھتے ہیں:

"نبوت کا بیان: اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے!"

دوستو! آپ قال اللہ اور قال الرسول کو تو جانے دیجئے، کم از کم اپنے بزرگوں کی بات ہی مان لیجیے، ورنہ ان کا نام لینا بھی چھوڑ دیجئے، ــــــ اور یا پھر تسلیم کر لیجئے کہ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

حضرت مجدد الف ثانی کا نظریۂ بشریت: مجدد صاحب کے بارے میں مستقل عنوان قائم کرنے کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجدد صاحب اہلِ علم بھی ہیں اور اہلِ دل بھی۔ گویا کہ شریعت اور طریقت کے جامع ہیں اور دوسرے یہ کہ ہماری اس تحریر کے اصل محرک اپنے آپ کو "مجددیہ" کہلواتے اور لکھواتے ہیں ــــ اس نسبت پر نہ صرف انہیں فخر ہے بلکہ وہ ڈنکے کی چوٹ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ہم بھی مجدد صاحب کو مجدد الف ثانی تسلیم کرتے ہوئے ان ہی کو اس مسئلہ میں ثالث تسلیم کرتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ بھی اس پیشکش کو منظور کریں گے۔

مجدد صاحب کے جو مکتوب اس وقت تک منظرِ عام پر آتے ہیں، ان کا جو حضرات مطالعہ کر چکے ہیں، وہ ہمارے اس بیان کی تائید فرمائیں گے کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بالخصوص ہمارے رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کی بشریت کے بارہ میں آپ کا نظریہ دوٹوک اور نہایت واضح ہے۔ آپ اپنے ایک مکتوب گرامی میں

magazine.mohaddis.com

شیخ فرید کو لکھتے ہیں:

"کلمہ دیگر کہ مخصوص بایں بزرگواراں (انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام) است ایں است کہ خود را بشر میدانند مثل سائر مردم!" (دفتر اول مکتوب ۶۳ دربیان آنکہ دراصول دین متفق اند و مختلف در فروع دیں اند)

یعنی "ان بزرگوں (انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا دوسرا مخصوص کلمہ یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر جانتے ہیں۔"

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کرتے ہیں کہ مانا سب بشر ہی سہی، تاہم نفس نسانیت میں تو آخر ان میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہونا چاہیے کیونکہ لوگ لوگ ہیں اور نبی نبی ——— چنانچہ آپ نے اپنے اس خط میں، جو حضرت خواجہ عبید اللہ کے نام تحریر فرمایا تھا، لکھتے ہیں کہ:

"نمی بینی کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیمات با عامہ در نفس انسانیت برابر اند و در حقیقت و ذات متحد، تفاضل باعتبار صفات کاملہ آمدہ است و آنکہ صفاتِ کاملہ ندارد گویا ازاں خارج است، و از خصائص و فضائل آں نوع محروم باوجود ایں تفاوت در نفسِ انسانیت زیادتی و نقصان راہ نمی یابد و نمی تواں گفت کہ آں انسانیت قابل زیادتی و نقصان است!" (مکتوب ص ۲۶۶ دفتر اول دربیان بعضے از عقائد کلامیہ)

یعنی "کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسِ انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور نوعی ماہیت اور ذات میں سب ایک ہیں۔ ایک دوسرے پر (اُن کو جو) برتری (حاصل ہے وہ) صفاتِ کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جن میں یہ صفاتِ کاملہ نہیں ہیں، وہ گویا اس نوع سے خارج اور اس کے خصائص و فضائل سے محروم ہے اور اس تفاوتِ صفاتیہ کے باوجود نفسِ انسانیت میں کمی بیشی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ یہ کہنا ممکن نہیں رہتا کہ وہ انسانیت کمی بیشی کے قابل ہے!"

اس عبارت کو غور سے پڑھیے اور سوچئے! ہم ببانگِ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں مجدد صاحب کے اس نظریہ سے مکمل اتفاق ہے۔ پھر کیا آپ حضرات وہی فتویٰ مجدد صاحب پر بھی لگائیں گے جو آپ اکثر و بیشتر اپنے مخالفین پر لگاتے رہتے ہیں ——— یا "مجددیہ" نسبت رکھنے کی بناء پر اپنے عقائد پر بھی نظرِ ثانی کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی توفیق نصیب فرمائے!

مجدد صاحب نے اس امر سے بھی بحث کی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ملائکہ سے افضل کیوں ہیں؟ فرماتے ہیں، صرف اس لیے کہ وہ خاکی ہیں۔ اور خاک میں جو "جوہرِ نمو" ہے وہ نور کے لیے بھی قابلِ رشک ہے۔ چنانچہ خواجہ عبداللہ و خواجہ عبیداللہ کو لکھتے ہیں:

"نبوت و رسالت درجہ است نبی را کہ ملک باں نرسیدہ است و آں درجہ از راہِ عنصر خاک آمدہ است کہ مخصوص بہ بشر است!" (دفتر اول مکتوب ۲۲۵)

یعنی "نبوت و رسالت میں نبی کے لیے ایک ایسا درجہ مخصوص ہے کہ وہاں تک فرشتہ کی رسائی نہیں ہو سکتی اور وہ درجہ خاکی عنصر کی راہ سے آیا ہے جو صرف بشر سے مخصوص ہے۔"

باقی یہ وہم رہ جاتا ہے کہ نبوت اور رسالت سے سرفرازی کے بعد شاید ماہیت ہی تبدیل ہو جاتی ہو، مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ صفات و خصائصِ بشریت کا ارتفاع کسی بشر سے بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ آپ مولانا حسن دہلوی کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ:

"وارتفاع صفات بشریت بالکل در کلی ممکن نیست چہ در خواص و چہ در اخص خواص!" دفتر سوم مکتوب ۱۲۲ در بیان حقائق انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اس کے بعد آپ نے یہ بتایا ہے کہ "صفاتِ بشریت کا ارتفاع ہو جائے تو وہ ممکن نہ رہے بلکہ واجب ہو جائے"۔ "وآں محال عقلی و شرعی است!" (مکتوب مذکور) "اور یہ عقلاً و شرعاً محال ہے!"

گو سب انبیاء علیہم السلام میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شامل ہیں، تاہم آپ نے حضورؐ کا الگ بھی ذکر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اے برادر، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باآں علو شان بشر بود و بداغ حدوث و امکان!" (مکتوب ۱۴۳/۱، بنام میر محمد نعمان)

"اے بھائی، شان کی اس بلندی اور رفعت کے باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر تھے!" — نیز حدوث و امکان سے بھی آپؐ متصف

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تھے !"

مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اپنی بشریت کا اعلان بھی کرایا ہے:

"حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ حبیب خود را صلی اللہ علیہ وسلم بہ آکد وجہ امر مے فرماید باظہار بشریت خود کما قال سبحانہ وتعالیٰ "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ" و اتیان لفظ "مثلکم" از برائے تاکید بشریت است" (مکتوب ۱۴۳/۱ بنام محمد علی خان)

یعنی "اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشریت کے لیے بڑی تاکید فرمائی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ "فرما دیجیے کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے" ___ لفظ مثلکم بشریت کی تاکید کے لیے ہے"!

نیز آپ نے بشریت کو حضور کے لیے ننگ یا کسر شان نہیں قرار دیا بلکہ اسے آپ کی شانِ عبدیت کے شایان بتایا ہے!" (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲، ۲۲۹)

غور فرمائیے کہ کتاب وسنت کی ان صریح نصوص کے ہوتے ہوئے اور بزرگانِ دین کے ان واضح اقوال کے باوجود بھی بریلوی طبقہ کی طرف سے "آپ نور تھے اور آپ کا سایہ نہیں تھا" کے دلائل ڈھونڈنا اور ان کے لیے تاویلات کی ایسی پٹاری کھول بیٹھنا کہ جن کا سر ہو نہ پیر، کیا ڈھٹائی کی انتہا نہیں ہے ___ یہ بوالعجبیاں انہی کو مبارک ہوں جو ہر معاملہ میں پیٹ کے نقطہ نظر سے سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں، جو ہر معقول بات سے روگردانی کو اپنا شیوہ بنا چکے اور ہر نامعقول بات کو "معرفت" کے حسین پردوں میں چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اہلِ حق کا یہ شیوہ نہیں ہے۔

یہ حضرات نہیں سوچتے کہ قرآنِ مجید کی واضح نصوص اور احادیث کے صاف الفاظ سے اعراض کر کے انہوں نے کتنی بڑی جسارت کی ہے کہ روزِ حشر اس کے لیے خدا تعالیٰ کے حضور انہیں جواب دہ بھی ہونا پڑے گا۔ لہٰذا ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ یہ حضرات اپنے معتقدین پر اور خود اپنے آپ پر بھی رحم فرماتے ہوئے ان بھول بھلیوں سے نکلنے کی کوشش کریں جنھوں نے دینِ اسلام کی عظمتوں کو گہنا دیا ہے!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

امیر محمد بن اسماعیل صنعانی ترجمہ : مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

قسط (۲)

آئینہ توحید

"تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد" کا اردو ترجمہ

الفصل الاول : عبادت کی اقسام !

جب آپ نے ان قواعد اور اصولوں کو پہچان لیا تو آپ یہ بھی جان لیں کہ اللہ نے عبادت کو کئی اقسام میں منقسم فرمایا ہے۔ کچھ ان میں اعتقادی ہیں جو دین کی بنیاد ہیں۔ مثلاً اس بات کا اعتقاد رکھے کہ وہ یقینی طور پر اس کا رب ہے۔ پیدائش اور امر کے معاملہ پر اس کا مکمل کنٹرول ہے۔ نفع و نقصان پر اسے مکمل دسترس ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں کسی کو سفارش کرنے کی ہمت نہیں ہو گی۔ وہ ایسا معبود نہیں کہ غیر کو اپنی عبادت میں شامل کرے کیونکہ یہ الوہیت کے لوازم میں سے ہے۔ کچھ عبادتیں زبانی ہوتی ہیں جیسے کلمۂ توحید کا زبان سے اقرار کرنا تو جو شخص مذکورہ کلمہ کا اعتقاد رکھتا ہے۔ لیکن زبان سے نہیں کہتا تو اس کے جان و مال کی حفاظت نہیں ہو گی، وہ شخص ابلیس کی مانند ہو گا کیونکہ وہ توحیدِ ربانی کا قائل ہے بلکہ اس کا اقرار بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ ہاں البتہ اس نے اللہ کے حکم سے سرتابی کی، جس کی بناء پر اس پر کفر کا فتویٰ صادر ہو گیا۔ جو شخص زبان سے کلمۂ توحید پڑھتا ہے لیکن اس کے مطابق اس کا عقیدہ نہیں تو اس کی جان و مال مسلمانوں پر حرام ہیں۔ اور اپنے اندرونی نفاق کا اللہ کے ہاں جوابدہ ہو گا۔ ایسا شخص منافقوں کے زمرہ میں شمار ہو گا اور اس پر منافقوں کے مطابق احکام نافذ ہوں گے۔

بدنی عبادات جیسے نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ وغیرہ۔ روزہ اور حج کے افعال بھی اسی عبادت میں شمار ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مالی عبادت جیسے اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مال سے کچھ متعین حصہ اللہ کی راہ میں دینا۔ پھر مالی اور بدنی عبادات میں سے کچھ امور واجب ہیں اور کچھ مستحب۔ مالی، بدنی اور قولی عبادات میں واجبات اور مستحبات بے شمار ہیں لیکن ان کی بنیاد ان مذکورہ بالا امور پر ہے۔

جب ان امور سے آپ کو آگاہی ہو گئی تو آپ یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اول سے آخر تک تمام انبیاءؑ کو اس لیے بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو اس امر کی دعوت دیں کہ اللہ کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں۔ وہ صرف اس لیے نہیں تشریف لاتے تھے کہ لوگوں کو بتائیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں جو تخلیقی امور میں اس کا معاون اور مددگار ہو۔ کیونکہ اس کا تو وہ اقرار کرتے تھے اور اس بات کو تسلیم کرتے تھے جیسا کہ ہم گذشتہ سطور میں ثابت کر چکے ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے پیغمبر سے کہتے تھے کہ:

"أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ" (اعراف ع ۹)

"کیا تو ہمیں اسی بات پر لگانا چاہتا ہے کہ ہم اپنے تمام بتوں کو چھوڑ کر صرف اللہ کی عبادت کریں؟"

پیغمبروں سے اُن کی مخالفت صرف اس بات پر تھی کہ "صرف اللہ کی عبادت کرو" وہ اللہ کی ذات کے منکر نہیں تھے اور نہ اس بات سے انکار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے، بلکہ وہ تو اقرار کرتے تھے کہ اللہ کی ذات لائق عبادت ہے۔ ان کو انبیاءؑ سے صرف اس بات میں اختلاف تھا کہ انبیاءؑ انہیں کہتے تھے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جبکہ وہ اللہ کی عبادت میں اور لوگوں کو شریک کرتے تھے اور اُن کو معبود سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

"فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ!" یعنی "تمہیں اس بات کا علم ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ پھر تم اللہ کا شریک کیوں بناتے ہو!"

جب وہ حج کرتے تو تلبیہ یوں پڑھتے،

"لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ!"

"میں حاضر ہوں! الٰہی تیرا کوئی شریک نہیں، لیکن ایک شریک ہے جو اپنے آپ پر اختیار نہیں رکھتا اس کا بھی تو مالک ہے!"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اُن کا تلبیہ سنتے تو فرماتے، "جب یہ لوگ "لَا شَرِيكَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لَکَ" کہتے ہیں تو اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ کاش! وہ اس سے اگلا کلمہ "اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ" نہ کہتے!"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ اور لوگوں کو اس کے شریک بناتے تھے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مشرکوں کو مخاطب کر کے فرمائے گا:

" اَیْنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ!" (القصص: ۶۲)

"میرے جو تم نے شریک بنائے ہوئے تھے اُن کو بلاؤ تو سہی وہ کہاں ہیں؟"

ایک اور مقام پر فرمایا:

" وَقِیْلَ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ فَدَعَوْھُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَھُمْ"

(القصص: ۶۴)

" اللہ تعالیٰ مشرکوں سے فرمائے گا، تم نے جو میرے شریک بنا رکھے تھے اُن کو بلاؤ، وہ اُن کو پکاریں گے لیکن وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے۔"

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

" قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ!" (الاعراف ۱۹۵)

" آپ ان مشرکوں سے کہیں کہ تم نے جو اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں، ان سب کو بلا لو۔ پھر میرے ساتھ جو داؤ کرنا چاہتے ہو کر و اور مجھے مہلت مت دو۔"

تو ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا شریک تو بناتے تھے لیکن اللہ کی ذات کے منکر نہیں تھے۔ وہ بتوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی عبادت، ان کے سامنے خشوع خضوع کا اظہار اور ان کے پاس قربانی کے جانور اس لیے ذبح کرتے تھے تاکہ وہ ان کو اللہ کے مقرب بنا دیں اور ان کی اللہ کے ہاں سفارش کریں۔ اور بس کیونکہ وہ اس پر اعتقاد رکھتے تھے کہ ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہ اس کے ہاں سفارش کرتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو لوگوں کی طرف اس لیے بھیجا تاکہ ان کو اللہ کی عبادت کے ماسوا ہر شے کی عبادت سے روک دیں اور لوگوں کو بتلا دیں کہ اللہ کے شریک

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بنانے کے متعلق ان کا عقیدہ سراسر غلط اور باطل ہے۔ یہ عقیدہ صرف اللہ رب العزت کے متعلق ہونا چاہیے۔ اسی کا نام توحیدِ عبادت ہے۔ توحیدِ ربوبیت کے تو وُہ قائل تھے جیسا کہ چوتھے اصول میں ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ ہم سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

پیغمبروں کی دعوت:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ توحید جس کی حضرت نوح ؑ سے لے کر حضرت محمد ؐ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ؑ نے دعوت دی، عبادت کی توحید تھی۔ اسی لیے اللہ کے رسول اُن سے کہتے تھے:

"اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ۔"

"تم اللہ کے ماسوا کسی کی عبادت مت کرو۔"

"اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔"

"تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!"

بعض مشرک ایسے تھے جو فرشتوں کو پکارتے تھے اور مصائب و شدائد کے موقعہ پر ان سے درخواستیں کرتے تھے، کچھ پتھروں کے پجاری تھے اور دُکھ درد کے موقعہ پر ان کو پکارتے تھے۔ اندریں حالات اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ ان کو ایک اللہ کی دعوت دیں اور یہ کہ صرف اُسی کی عبادت کریں جیسے ربوبیت میں، یعنی زمین و آسمان کا رب ہونے میں اسی کا اقرار کرتے تھے۔ اسی طرح کلمہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" میں اسے خالص کریں۔ اس کے معانی پر اعتقاد رکھتے ہوئے اس کے مقتضیات کے مطابق عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکاریں:

چنانچہ فرمایا:

"لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ۔ الآية (الرعد: ۱۴)

"اللہ کو پکارنا تو برحق ہے لیکن جو لوگ اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں تو وُہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔"

"وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔" (المائدۃ: ۲۳)

"اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو۔"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یعنی ایمان باللہ کی تصدیق کی شرط یہ ہے کہ اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کیا جائے اور توکل صرف اسی ذاتِ اقدس پر کیا جائے کہ دعا اور استغفار اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ وہ یوں کہیں: "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" اس کلمہ کے قائل کی تصدیق اس وقت ہو گی جب وہ اپنی تمام عبادت اللہ کے لیے خاص کرے ورنہ وہ اپنے بیان میں جھوٹا ہو گا اور اسے ایسا کلمہ کہنے کی اجازت نہ ہو گی۔ کیونکہ اس کے معانی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو عبادت میں خاص کرتے ہیں۔ اللہ کے ارشاد "فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ" اور "فَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ" "یعنی میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھی سے ڈرو" کا یہی مطلب ہے جیسا کہ علم بیان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور غیر اللہ سے مت ڈرو۔ جیسے کشاف میں مذکور ہے تو اس کی توحیدِ عبادت کی تکمیل اس وقت ہو گی جبکہ دکھ سکھ میں ہر قسم کی نداء اور دعاء اللہ کے لیے ہو۔ یعنی صرف اللہ سے مدد طلب کی جائے، اسی سے پناہ حاصل کی جائے، اسی کی نذر مانی جائے اور اسی کے نام کی قربانی دی جائے عبادت کی تمام اقسام خضوع و خشوع، قیام، اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار، رکوع، سجود، طواف، حلق و تقصیر وغیرہ، تمام امور اللہ کے لیے کئے جائیں۔ جو شخص ان امور میں سے کوئی امر اللہ کی مخلوق کے لیے کرتا ہے، خواہ وہ زندہ ہو یا مُردہ یا جمادات وغیرہ ہو تو ایسا شخص شرک فی العبادت کا ارتکاب کرتا ہے۔ جس کے لیے وہ یہ کام کرے گا وہ اس کا الٰہ مقصود ہو گا اور وہ اس کا عبادت کنندہ شمار ہو گا خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی، کوئی ولی ہو یا کوئی درخت یا قبر ہو، زندہ ہو یا مُردہ۔ تو اس عبادت سے یا اس قسم کی دیگر عبادات سے اس کا عبادت کنندہ شمار ہو گا، خواہ وہ زبان سے اللہ کی ذات کا اقرار کرے اور اس کی عبادت کرے۔ کیونکہ مشرکوں کا اللہ کا اقرار کرنا اور ان کے ذریعے اسی کا قرب حاصل کرنا انہیں مشرک ہونے سے خارج نہیں کر سکتا اور اُن کے خون بہانے اور اُن کے بچوں کو قید کرنے اور اُن کا مال لُوٹنے سے بچا نہیں سکتا۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ"

"میرے جو شریک بنائے جاتے ہیں، میں اُن کے شرک سے بیزار ہوں اور بے احتیاج ہوں۔"

اللہ تعالیٰ ایسا کوئی عمل قبول نہیں فرماتے جس میں شرک کی آمیزش ہو تو جو شخص اللہ کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

عبادت کے ساتھ غیر کی عبادت کرتا ہے تو وہ درحقیقت اللہ کی ذات پر ایمان ہی نہیں لایا۔

توحیدِ عبادت کے بغیر توحیدِ ربوبیت بے سود ہے:

جب یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ مشرک لوگ جو اللہ کا اقرار کرتے ہیں تو وہ ان کے لیے سود مند نہیں کیونکہ وہ اللہ کی عبادت میں شرک کرتے ہیں اور ان کی یہ عبادت اللہ کے ہاں ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ وہ ان کی عبادت یوں کرتے ہیں کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بت وغیرہ ان کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہیں اور ان کے ذریعے ان کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کرتے ہیں۔ بنا۔ بریں ان کے لیے قربانیاں کرتے ہیں، ان کے آثار کے گرد طواف کرتے ہیں، وہاں پر نذریں پوری کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں دست بستہ عاجزی اور انکسار سے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کو سجدہ کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی ربوبیت اور خالقیت کا اقرار کرتے اور کہتے ہیں اللہ ہمارا خالق اور پروردگار ہے۔ لیکن جب انہوں نے اس کی عبادت میں شرک کیا تو اللہ نے ان کو مشرک قرار دیا اور ان کا ربوبیت اور خالقیت کا اقرار کسی کام نہ آیا کیونکہ ان کا یہ فعل اس اقرار کے منافی ہے۔ بنا۔ بریں صرف توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرنا اس کے لیے کافی اور سود مند نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص توحیدِ ربوبیت کا قائل ہے اسے عبادت میں بھی اللہ کو منفرد تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر اس کا اقرار نہیں کرے گا تو اس کا پہلا اقرار بے سود ہو گا۔ یہ لوگ جب عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے تو خود اقرار کریں گے:

"تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (الشعراء: ۹۷، ۹۸)

(وہ) "اپنے معبودوں سے مخاطب ہو کر کہیں گے) بخدا! جب ہم نے تم کو رب العالمین کی ذات کے برابر تصور کیا تو اس وقت ہم واضح گمراہی میں تھے۔"

حالانکہ وہ ان کو تمام وجوہ سے اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے نہ اُن کو رازق مانتے تھے اور نہ اُن کو خالق تصور کرتے تھے لیکن جہنم کے گڑھے میں گرنے کے بعد اُن کو معلوم ہو گا کہ ہم توحیدِ عبادت میں شرک کی ملاوٹ کے باعث جہنم کا ایندھن بن گئے اور اس کی وجہ سے اللہ نے ان سے ایسا سلوک کیا جیسا کہ بتوں کو خدا کے برابر سمجھنے والے کے ساتھ کیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ" (یوسف: ۱۰۶)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"ان میں سے اکثر لوگ، جو اللہ کا اقرار کرتے ہیں (یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے انکو پیدا کیا اور زمین و آسمان کا خالق بھی وہی ہے، اس کے باوجود) مشرک ہیں (کیونکہ وہ بتوں کی پُوجا کرتے ہیں)۔"

بلکہ اللہ نے اپنی اطاعت میں ریا کاری کو بھی شرک سے تعبیر فرمایا۔ حالانکہ ریاکار اللہ کا بندہ ہے کسی اور کا نہیں، مگر اس نے اپنی عبادت کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنا مرتبہ حاصل کرنا چاہا ہے۔ بناء بریں اس کی عبادت درجۂ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ اور ریاء کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

" اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ " (مشکوٰۃ، ص ۴۵۴)

"میں کسی شریک کا محتاج نہیں۔ جس شخص نے ایسا عمل کیا کہ اس میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کیا تو میں اس کی اور اس کے شرکیہ عمل کی پرواہ نہیں کرتا یعنی اس کا عمل قبول نہیں کرتا۔"

اللہ تعالیٰ نے عبدالحارث نام رکھنے کو شرک سے تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

" فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا " (الاعراف: ۱۹۰)

"کہ جب اللہ نے حضرت آدم اور حضرت حواء کو لڑکا عطاء کیا تو انہوں نے اس میں شرک کیا۔ یعنی لڑکے کا نام عبدالحارث رکھا۔"

چنانچہ امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سمرۃؓ کی روایت سے بیان کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حوا کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا تھا۔ جب وہ حاملہ ہوئیں تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم جب تک اس کا نام عبدالحارث نہیں رکھوگی اس وقت تک تمہارا کوئی بچہ زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے شیطان کی بات مان کر بچے کا نام عبدالحارث رکھا۔ یہ شیطانی امر تھا جسے انہوں نے مان لیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نام رکھنے کو شرک سے تعبیر فرمایا کیونکہ ابلیس کا نام حارث ہے اور عبدالحارث کے معنی "شیطان کا بندہ" ہوا۔

یہ واقعہ درِ منثور وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

غیر اللہ کو نفع و نقصان پر قادر سمجھنا شرک ہے!

اس تمام بحث سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو شخص کسی درخت، پتھر، قبر، فرشتہ اور جن وغیرہ زندہ یا مُردہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وُہ اس کو نفع پہنچانے پر قادر ہے اور اس کا نقصان بھی کر سکتا ہے، وُہ اسے اللہ کے قریب کرتا ہے یا اس کے ہاں اس کی کسی دُنیوی حاجت کی سفارش کرتا ہے اور صرف اس کی سفارش سے اللہ کام کرتا ہے اور وُہ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنتے ہیں تو ایسا آدمی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اس کا یہ عقیدہ مشرکانہ ہے جیسے مشرک لوگ بتوں کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص کسی مردہ یا زندہ کے لیے اپنے مال یا اولاد کی نذر مانتا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کرتا ہے جو غیر اللہ سے طلب کرنا جائز نہیں۔ جیسے کسی بیماری کی صحت کے لیے یا کسی غائب کے حاضر ہونے کے متعلق یا کسی مطلب برآری کی خاطر، تو یہ سراسر شرک ہے۔ بتوں کی پُوجا کرنے والے اسی شرک میں مبتلا تھے۔

قبر پر قربانی کا حکم:

کسی میت پر مال کی نذر ماننا اور قبر پر قربانی کرنا، اس سے وسیلہ پکڑنا اور اس سے حاجت روائی کا سوال کرنا، یہ سب وُہی کام ہیں جو دورِ جاہلیت میں مشرک کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ان کا نام "وثن" اور "صنم" رکھا ہوا تھا۔ لیکن آج اہل قبور ان کو ولی تصوّر کرتے ہیں اور ان کی قبروں کو مزارات سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ نام تبدیل کرنے سے کسی شے کی ماہیت اور حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ اس کے لغوی، عقلی اور شرعی معانی میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے اور اسے پانی سے تعبیر کرتا ہے تو وہ حقیقتاً شراب ہی پیتا ہے اور اس کا عذاب شراب خور سے کم نہیں ہو گا، بلکہ ممکن ہے اس کے عذاب میں اضافہ ہو، کیونکہ اس نے نام تبدیل کر کے دھوکا، فریب اور جھوٹ سے کام بھی لیا ہے۔

کسی شے کا نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی!

احادیث میں مذکور ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی جو شراب پئیں گے اور اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔ چنانچہ آج فاسقوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو شراب کا عادی ہے لیکن اسے نبیذ کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے سامعین کو خوش کرنے کے لیے ایسا نام تبدیل کیا، جو اللہ کی ناراضگی کا موجب ہُوا، شیطان تھا۔ اس نے حضرت آدمؑ سے کہا:

"یٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى" (طٰہٰ: ۱۲۰)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"اے آدم، آؤ میں تمہیں ایک ایسا درخت بتاؤں جس کا پھل کھانے سے ابدی اور دائمی زندگی ملتی ہے اور ایسا ملک ملتا ہے جسے کبھی زوال نہیں آئے گا۔"

تو اس نے اس درخت کا نام جس کے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا، "شجرة الخلد" رکھا تاکہ اس کی طبیعت کو اس نام کے ساتھ، جو اس نے اختراع کیا تھا، مائل کر سکے اور اس کو دھوکا اور فریب دینے اور اس کے دل میں تحریک پیدا کرنے کے لیے اس نے اسے ایجاد کیا جیسے اس کے دیگر بھائی جو بھنگی اور پوستی ہیں، بھنگ کو فرحت و سرور کا گھونٹ کہتے ہیں۔ جیسے جور و جفا کے خوگر جو لوگوں کے مال پر ظلم و زیادتی سے قبضہ کرتے ہیں، اس کا نام ادب رکھتے ہیں۔ وہ کسی کا نام قتل کا ادب، کسی کا چوری کا ادب اور کسی کا نام تہمت کا ادب رکھتے ہیں۔ وہ ظلم کو ادب سے تعبیر کرتے ہیں جیسے بعض لوگ مقبوضہ مال کو نفع سے تعبیر کرتے ہیں، بعض اسے کمیشن کہتے ہیں اور بعض اسے ناپنے اور تولنے کا ادب کہتے ہیں۔ لیکن یہ تمام امور اللہ کے نزدیک ظلم و زیادتی ہیں۔ جیسا کہ کتاب و سنت سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا مسلمان جانتا ہے کہ یہ تمام باتیں ابلیس نے ان کو سکھلائی ہیں۔ جس نے "شجر ممنوعہ" کو "شجرة الخلد" سے تعبیر کیا تھا۔

مزار، صنم اور وثن کا دوسرا نام ہے:

اسی طرح کسی کی قبر کو مشہد یا مزار کہنے اور قبر کے مردہ کو ولی تصور کرنے سے اسے صنم اور وثن کے حکم سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں جیسا کہ مشرک لوگ بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ وہ ان کے گرد یوں طواف کرتے ہیں۔ جیسے حاجی لوگ بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور اسے یوں بوسہ دیتے ہیں جیسے وہ ارکانِ بیت اللہ کو بوسہ دیتے ہیں اور میت کو ایسے کلمات سے مخاطب کرتے ہیں جو کفریہ ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ "یہ کام کرنا تیرے اور اللہ کے ذمہ ہے" جب کسی مصیبت کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو ان کا نام لے کر پکارتے ہیں اور ہر ملک کے لوگوں کے لیے کوئی نہ کوئی ایسا آدمی ہوتا ہے جسے وہ پکارتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ عراق اور اہلِ ہند شیخ عبدالقادر جیلانی کو پکارتے ہیں اور اہل تہامہ کے لیے ہر شہر میں ایک میت ہے جسے وہ پکارتے ہیں۔ وہ "یا زیلعی" اور "یا ابن العجیل" وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں۔ اہلِ مکہ اور اہلِ طائف ابنِ عباس کو پکارتے تھے۔ اہلِ مصر "یا رفاعی" اور "یا بدوی" کا نعرہ لگاتے تھے۔ اہلِ جبال "یا ابا طیر" اور اہل یمن "یا ابن علوان" کا نعرہ لگاتے تھے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

چنانچہ ہر شہر میں کوئی نہ کوئی ایسا مُردہ ہوتا ہے جسے وہ پکارتے، اس سے فریاد رسی کی درخواست کرتے اور اس سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی تکلیف کو رفع کریں گے اور انہیں راحت و سکون پہنچائیں گے۔ ان لوگوں کے کام بعینہٖ ان مشرکوں جیسے ہیں جو وہ بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

مزارات پر اللہ کے نام کی قربانی:

اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اسے اللہ کے لیے قربانی دی ہے اور اس پر اسی کا نام لیا ہے تو آپ ان سے دریافت کیجئے، کہ اگر تم نے اللہ کے نام پر قربانی دی ہے تو پھر تم نے اپنی قربانی بابِ مشہد کے پاس لے جا کر اور وہاں پر ذبح کرنے کو افضل سمجھ کر کیوں قربانی دی؟ کیا اس سے تمہارا مدعا اس کی تعظیم کرنا تھا؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو تمہاری یہ قربانی غیر اللہ کے نام پر ہو گئی بلکہ تم نے غیر اللہ کو، اللہ کا شریک بنا دیا۔ اگر آپ کا ارادہ اس کی تعظیم کرنا نہیں ہے تو کیا آپ بابِ مشہد کو گندگی اور نجاست سے آلودہ کرنا چاہتے ہیں، کیوں کہ وہاں پر لوگ جمع ہوں گے اور اُن سے گندگی اور نجاست پھیلے گی۔ آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کا یہ ارادہ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کی مراد تو پہلے معانی ہیں پھر اسی طرح ان کا اس کو پکارنا بھی ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن کے شرک ہونے میں ذرہ بھر شائبہ نہیں۔

فاسقوں کے متعلق دستگیری کا عقیدہ:

کچھ لوگ بعض زندہ فاسق و فاجر لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصائب و شدائد کے موقعہ پر وُہ ان کی دستگیری کرتے ہیں۔ چنانچہ امن و سکون کا زمانہ ہو یا کرب و بلا کا دور، وُہ ان فاسقوں اور فاجروں کو پکارتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وُہ افعالِ شنیعہ اور امورِ قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جہاں اللہ نے ان کو حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے وہاں حاضر نہیں ہوتے۔ جمعہ اور نمازِ باجماعت میں کبھی حاضر نہیں ہوتے۔ وُہ کسی بیمار کی عیادت کرتے ہیں نہ کسی کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ اکلِ حلال کی کبھی تلاش نہیں کرتے، وُہ اپنے آپ کو متوکل کہتے ہیں اور علمِ غیب کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ابلیس ان کے پاس اپنی ایک جماعت بھیجتا ہے جو ان کے دلوں پر پُوری طرح چھا جاتے ہیں۔ وُہ ان کے نعروں کی تصدیق کرتے ہیں اور وُہ ان کی تعظیم کرتے ہیں، اور ان کو رب العالمین کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ افسوس ان کی عقل کہاں گئی، ان کی شریعت کہاں گئی کہ ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کو یہ پکارتے ہیں وُہ ان کی مثل بندے ہیں۔

(جاری ہے)

مجلس التحقيق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جناب طالب ہاشمی

تبصرۂ کتب

ترجمان القرآن جلد سوم

مولانا ابوالکلام آزادؒ

مرتبہ : شیخ التفسیر مولانا محمد عبدہٗ

ضخامت : ۶۶۵ صفحات بڑا سائز

کاغذ کتابت طباعت عمدہ مجلد سنہری ڈائی دار

قیمت : ————

ناشر : اسلامی اکادمی، اردو بازار لاہور

وطن عزیز میں ایسے اصحاب یقیناً موجود ہیں جن کو مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سیاسی مسلک سے شدید اختلاف رہا ہے لیکن بقول ڈاکٹر سید عبداللہ "اس بات سے کوئی متعصب آدمی بھی انکار نہیں کرے گا کہ وہ (آزاد) ایک عظیم الشان دریائے علم تھے بلکہ فضل وکمال کے بحرِ بیکراں۔ شاید اسی وجہ سے ایک زمانے میں اسلامیانِ ہند نے انہیں امام الہند کا خطاب عطا کیا۔ ان کے کس کس کمال کا ذکر کیا جائے ——— عالم، ادیب، مفکر، انشاء پرداز، خطیب، بذلہ سنج، سیاس، خوش وضع، شعر فہم اور شاید شعر گو بھی یعنی وہ جس نے ادب اور دین کو ایک رشتے میں پرو دیا۔"

ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے کے بعض پہلوؤں سے بھی اختلاف کریں، لیکن ایک بات ہم پوری تحدی سے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس صدی کے شروع میں برکوچک پاک وہند کے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگانے اور اُن کے قلوبِ مردہ میں زندگی کی رُوح پھونکنے کے لیے جو آوازیں بلند ہوئیں ان میں سے ایک آواز مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تھی جسے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رجزِ حریت کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ ابوالکلامؒ کے رجزِ حریت کا منبع اور ماخذ قرآنِ حکیم تھا کہ مولانا کے عقیدے میں ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا کسی اور تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو، کفرِ صریح تھا۔ اس سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے جو کارنامہ انجام دیا، علامہ سید سلیمان ندوی نے اس کی عکاسی یوں کی ہے:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نوجوان مسلمانوں میں قرآنِ پاک کا ذوق مولانا ابوالکلام کے "الہلال" و "البلاغ" نے پیدا کیا اور جس اسلوبِ بلاغت، کمال انشاپردازی اور زورِ تحریر کے ساتھ انہوں نے انگریزی خواں نوجوانوں کے سامنے قرآنِ پاک کی ہر آیت کو پیش کیا اس نے اُن کے لیے ایمان و یقین کے نئے نئے دروازے کھول دیے اور اُن کے دلوں میں قرآنِ پاک کے مطالب کی بلندی اور وسعت پیدا کر دی۔" (ابوالکلام آزاد مرتبہ عبداللہ بٹ)

مولانا آزادؒ کی تفسیر ترجمان القرآن کی دو ضخیم جلدیں بہت عرصہ پہلے منصۂ شہود پر آئیں تو انہوں نے ملک بھر کے اہلِ علم اور اربابِ فکر کو چونکا دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ اربابِ علم نے مولانا کی تفسیر کے بعض پہلوؤں سے اختلاف کا اظہار کیا تاہم بحیثیت مجموعی ترجمان القرآن کو قرآنِ حکیم کی دعوت کا ایک عظیم تفسیری کارنامہ قرار دیا گیا۔

زیرِ نظر کتاب "ترجمان القرآن" کی تیسری جلد ہے جو مولانا آزادؒ کی وفات کے سالہا سال بعد منظرِ عام پر آئی ہے اور جس میں سورۃ نور سے سورۃ الناس کے مطالب ضروری تفسیر کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اس کو مرتب اور مدوّن کرنے میں ناشر مولانا ابومومن منصور احمد صاحب کو جن جانگسل مرحلوں سے گزرنا پڑا اس کی تفصیل انہوں نے کتاب کے آغاز میں بیان کر دی ہے۔

"عرضِ ناشر" کو پڑھ کر مولانا ابومومن منصور احمد کی ہمت اور حوصلہ کی داد دینی پڑتی ہے اور ساتھ ہی شیخ التفسیر مولانا محمد عبدہٗ کی کاوشوں کو خراجِ تحسین ادا کرنا پڑتا ہے جنھوں نے مولانا آزادؒ کے ترجمہ و تفسیر کو بڑے سلیقے سے کتاب میں درج کیا اور جہاں ان کی کوئی تحریر نہ مل سکی، اپنی طرف سے اسی انداز میں ترجمہ و تفسیر لکھ کر خلا پُر کر دیا۔ اس سلسلے میں فاضل شہیر مولانا محمد حنیف ندوی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے:

"ترجمان القرآن کی یہ تیسری جلد جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، اگرچہ براہِ راست مولانا کی تصنیف نہیں کہلائے گی مگر ان معنوں میں مولانا کے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

افکار کی آئینہ دار ہے کہ (محترم مولانا منصور احمد) ناشر نے بہ کمال محنت و کاوش الہلال، البلاغ اور ترجمان القرآن میں جابجا بکھرے ہوئے ان تمام موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے جن کا تعلق تفسیری فوائد سے تھا، اور جہاں مولانا کی کوئی تحریر نہیں ملی وہاں مولانا محمد عبدہٗ نے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر توضیحی نوٹ لکھ کر کتاب کی افادیت کو بڑھا دیا ہے۔ یعنی اگر بارش کی اندانیوں سے کشت فکر شگفتہ و شاداب نہیں ہوتی تو پھوار کیا کم ہے۔"

کتاب کا مقدمہ مولانا محمد حنیف ندوی صاحب نے لکھا ہے اور تعارف ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے۔

مقدمہ اور تعارف بجائے خود نہایت بلند پایہ مقالے ہیں جن سے "ترجمان القرآن" کی قدر و قیمت اور صاحب ترجمان القرآن کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے لاریب یہ کتاب ہمارے علمی سرمائے میں نہایت گرانقدر اضافہ ہے اور اس کا مطالعہ یقیناً انشراحِ قلب کا باعث ہو گا۔ ہمیں امید ہے کہ کوئی کتب خانہ، دار المطالعہ اور علمی گھرانا اس کتاب سے خالی نہیں رہے گا۔

فقہائے پاک و ہند (تیرھویں صدی ہجری)
جلد اول

مؤلف: مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب

ضخامت: ۳۴۴ صفحات

کاغذ کتابت طباعت عمدہ

ناشر: ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ہماری بزمِ علم و ادب کا گوہرِ شب چراغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہاں علم و فضل سے بہرہ ور کیا ہے۔ وہاں تحقیق اور مطالعہ کے گہرے ذوق سے بھی نوازا ہے۔ ان کی تحریری کاوشوں، جانگسل محنت اور اپنے مقصد میں لگن کی جس قدر تعریف بھی کی جائے کم ہے۔ فی الحقیقت مولانا موصوف اپنی ذات میں ایک انجمن بلکہ بہت بڑا ادارہ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہیں۔ گزشتہ چند سال سے وہ پاک وہند کے مشاہیر علماء کے حالات وسوانح بڑے نظم و ترتیب کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اب تک وہ سلسلۃ الذہب کی سات جلدیں "فقہائے ہند" کے نام سے پیش کر چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب آٹھویں جلد کا پہلا حصّہ ہے جسے انہوں نے فقہائے پاک وہند کے نام سے پیش کیا ہے۔ یہ حصّہ تیرھویں صدی کے سو سے زائد مشاہیر علماء پاک وہند کے تذکار پر محیط ہے۔ فاضل مؤلف نے یہ تذکار قلمبند کرتے وقت تحقیق و تفحص کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کی زبان بڑی شستہ اور شگفتہ ہے اور اسلوبِ نگارش نہایت دلآویز اور بلیغ۔ کتاب کیا ہے؟ علم وتحقیق کی ایک جوئے رواں جس کا صاف وشفاف پانی معلومات کے بیش بہا جواہر پر اٹھکیلیاں مارتا ہوا بہہ رہا ہے۔ مؤلف نے جن اربابِ علم کے تذکروں سے اس کتاب کے اوراق سجائے ہیں۔ ان میں ہر مسلک ہر مکتبِ فکر کے علماء شامل ہیں۔ یہ بات بجائے خود صاحبِ کتاب کے ایک وسیع النظر عالم ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کتاب کا مقدمہ ایک مبسوط مقالہ ہے۔ جس میں فاضل مؤلف نے بڑی بالغ نظری سے اس دور کے سیاسی حالات کا جائزہ لیا ہے۔ اس مقدمے نے کتاب کی افادیت میں بے انتہا اضافہ کر دیا ہے۔ کتاب میں شامل تراجم کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اور اس حصّے میں تیرھویں صدی ہجری کے ان تمام مشاہیر علماء کے تراجم کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جن کے ناموں کا پہلا حرف ا سے ظ تک ہے۔ یہ کتاب ہمارے علمی اور تحقیقی سرمائے میں گرانقدر اضافہ ہے اور ہر لحاظ سے لائقِ مطالعہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو یہ مہتم بالشان سلسلہ جلد از جلد مکمل کرنے، نیز مزید علمی، دینی اور ملّی کارنامے انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

حیاتِ غالب

از شیخ محمد اکرم مرحوم

ضخامت ۲۸۷ صفحات مجلد مع گرد پوش

قیمت ۲۰ روپے

ناشر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور

پاکستان وہند کے علمی حلقوں میں شیخ محمد اکرم مرحوم کا نام کسی تعارف کا محتاج

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نہیں۔ مبداء فیض نے انہیں نہایت صاف ستھرا علمی اور ادبی ذوق عطا کیا تھا۔ وہ ایک اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز تھے اور ان کی سرکاری مصروفیات کی کوئی حدو نہایت نہیں تھی۔ لیکن انہوں نے ان مصروفیات کو اپنے شغفِ علم و ادب اور ذوقِ مطالعہ و تحقیق میں کبھی حارج نہ ہونے دیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے قلم سے چند ایسی گرانقدر تالیفات معرضِ وجود میں آئیں جو اردو زبان کے لیے مایۂ افتخار ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی ان تالیفات میں سے ایک ہے۔ اس میں فاضل مؤلف نے بڑے دلکش اور پُر مغز انداز میں مرزا غالب کا سوانحی خاکہ پیش کیا ہے۔ غالب کو ہمارے ادب میں جو اعلیٰ مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ غالب کی قد آور شخصیت اور شیخ محمد اکرام کے سحر آفریں قلم نے اس کتاب کو دو آتشہ بنا دیا ہے۔ فاضل مؤلف کا اسلوبِ نگارش ثقاہت اور متانت کا حامل ہونے کے باوجود نہایت شگفتہ ہے اور قاری کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ یہ اس بلند پایہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے جسے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اہلِ ذوق اس کتاب کی اسی طرح پذیرائی کریں گے جس کی یہ مستحق ہے۔

شعر و ادب

حرفِ آخر

اسرار احمد سہاوری

زمیں سے سوئے آسماں ہم چلے ہیں
ستاروں کے سارے جہاں ڈھونڈ کر اب
ہے اپنا ہی نقشِ کفِ پا ہویدا
جہاں کے مکینوں سے اکتا کے ہمدم
نہ بہلا کسی طرح فرقت میں یہ دل،
نہ معلوم منزل کہاں ہے اب اس کی
نہ دیتی تھی دنیا اجازت سفر کی
الجھتے رہے خارزاروں میں اب تک

یہ دیکھو کہاں سے کہاں ہم چلے ہیں
ورائے زمان و مکاں ہم چلے ہیں
خراماں خراماں جہاں ہم چلے ہیں
مکاں سے سوئے لامکاں ہم چلے ہیں
ذرا اب سوئے آسماں، ہم چلے ہیں
پئے دل نہ جانے کہاں ہم چلے ہیں
اب اس کی نظر سے نہاں ہم چلے ہیں
سفر پر سوئے گلستاں ہم چلے ہیں

نہ اسرار تم دل کو اپنے دکھاتا
زمیں سے سوئے کہکشاں ہم چلے ہیں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

خوشخبری

عوام کے علاوہ

خطیبوں اور واعظوں کے لیے خصوصی تحفہ

تقریباً عرصہ چالیس سال سے ہند و پاکستان کے دینی رسالوں میں چھپنے والی دینی، اخلاقی، اصلاحی اور روحانی نظمیں دو کتابوں جام طہور، صبح صادق کی صورت میں چھپ گئی ہیں۔ برائیوں سے اجتناب، نیکیوں کی تلقین، قرآن کریم کی بہت سی آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مطہرہ کا ترجمہ و مفہوم وجد آفریں اشعار کی صورت میں حمد، نعت، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اسلام، قرآن، احادیث، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جہاد وغیرہ کے فضائل پر مشتمل نظمیں، مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب کے لیے یکساں مفید خطیبوں اور واعظوں کے لیے خصوصی تحفہ

جام طہور | ہر کتب فروش سے طلب فرمائیں! | صبح صادق

مصنف: عبد الرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

جام طہور		صبح صادق	
مجلد سفید کاغذ	۲۰/۰۰	مجلد سفید کاغذ	۱۴/۰۰
قسم اعلیٰ	۳۰/۰۰	قسم اعلیٰ	۲۱/۰۰
جہیز ایڈیشن	۴۰/۰۰	جہیز ایڈیشن	۲۸/۰۰

ہر قسم کے قرآن مجید، ملکی، غیر ملکی، عربی، اردو دینی کتابوں کا عظیم مرکز

رحمانیہ دار الکتاب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd No L. 7895 Phones : 852897 - 63210

Monthly MOHADDIS Lahore-14

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ——— لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیمِ اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ——— لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ——— لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے ——— لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ——— لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ——— لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ /۲۰ روپے فی پرچہ ۲ روپے